بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آئیں پڑھیں
شرک کیا ہوتا ہے؟

تالیف

خادمِ دینِ اسلام
مُنیر احمد یُوسفی (ایم۔اے)
مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

ملنے کا پتا

جامع مسجد نگینہ A-977 بلاک B-III گجر پورہ سکیم لاہور
042-36880027-28,0300-4274936

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب	: آئیں پڑھیں شرک کیا ہوتا ہے؟
مؤلف	: منیر احمد یوسفی (ایم-اے)
	مدیر اعلیٰ ماہنامہ سیدھا راستہ لاہور
پروف ریڈنگ	: مفتی علامہ حافظ صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی'
	مفتی علامہ حافظ محمد آصف یوسفی'
پروگرامنگ	: محمد عثمان علی یوسفی
کمپوزرز	: حافظ محمد عظیم یوسفی' زبیر بٹ یوسفی
کمپوزنگ	: ابوبکر کمپیوٹر سینٹر 042-36880028
سن اشاعت	: شوال المکرّم ۱۴۳۷ھ بمطابق اگست ۲۰۱۶ء
تعداد	: ۵۰۰۰
ہدیہ	: ۴۰ روپے
ناشرین	: (صاحبزادہ) بشیر احمد یوسفی (ایم-سی-ایس) 0313-7860920
	(حافظ صاحبزادہ) خلیل احمد یوسفی 0322-4730747
	(صاحبزادہ) محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی

فہرست مضامین

صفحہ نمبر		نمبر شمار
۱	ٹائٹل۔	۱
۲	جملہ حقوق۔	۲
۳	فہرست مضامین۔	۳
۵	بفیضانِ نظر۔	۴
۶	انتساب۔	۵
۷	آئیں پڑھیں شرک کیا ہوتا ہے؟ اللہ جل جلالہ لاشریک ہے۔	۶
۸	بحوالہ صحیح بخاری شریف وتشریح۔	۷
۱۳	اللہ جل جلالہ رءوف ورحیم۔	۸
۱۴	اللہ عزوجل حَلِیمٌ ہے۔	۹
۱۶	اللہ عزوجل کی شان نِعْمَ۔	۱۰
۱۶	اللہ عزوجل نِعْمَ الْمُجِیْبُوْنَ۔	۱۱
۱۷	اللہ عزوجل نِعْمَ الْمَاھِدُوْنَ۔ اللہ عزوجل نِعْمَ الْقَادِرُوْنَ۔	۱۲
۱۹	نِعْمَ الرَّجُلُ۔	۱۳
۲۲	نِعْمَ کون کون؟	۱۴
۲۳	حافظ وحفیظ کون کون؟	۱۵
۲۵	حضرت جبرائیل علیہ السلام کا اِختیار اور قدرت۔	۱۶
۲۷	اللہ عزوجل کی قدرت کے مظہر فرشتے کی ڈیوٹی۔	۱۷
۲۸	ماں کے بطن میں چار چیزیں لکھنے والے فرشتے کی طاقت اور قدرت	۱۸
۲۸	ملک الموت کی قدرت اور تصرف۔ داتا۔	۱۹

۲۰	داتا کے کئی معانی ہیں۔	۲۹
۲۱	مولانا کے معانی۔ مولانا کون کون؟	۳۱
۲۲	اَمیر المؤمنین حضرت سیّدنا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ۔	۳۳
۲۳	ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کے مولیٰ۔	۳۳
۲۴	حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام اور صالح مؤمنین بھی مولا ہیں۔	۳۴
۲۵	آنکھ جھپکنے سے پہلے ملکہ بلقیس کا تخت لانا۔	۳۴
۲۶	آئیں صحیح بخاری شریف کا مطالعہ کریں۔	۳۵
۲۷	سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنا۔	۳۶
۲۸	قبر انور پر حاضری اور گناہوں کی بخشش کے لئے پکارنا اور دُعا۔	۳۷
۲۹	حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کا مشن۔	۳۹
۳۰	وصال کے بعد حاجت روائی فرمانا۔	۳۹
۳۱	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے والدِ گرامی کا واقعہ	۴۰
۳۲	وصال کے بعد فیض جاری رہتا ہے۔	۴۲
۳۳	شاید آپ کے علم میں ہے۔	۴۵
۳۴	میّت پہنچانتی ہے۔	۴۶
۳۵	فوت شدگان کا اپنی زیارت کرنے والوں کو پہچاننا۔	۴۷
۳۶	مرنے کے بعد کلام۔	۴۹
۳۷	حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ۔	۴۹
۳۸	حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔	۵۰
۳۹	سماع موتیٰ کے سلسلہ میں غزوۂ بدر کا تفصیلی واقعہ۔	۵۲
۴۰	میت کا چارپائی پر بولنا۔	۵۴
۴۱	قبر سے سورۂ ملک کی تلاوت کی آواز۔	۵۵

بفیضانِ نظر

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، نیّرِ اوجِ شرافت،

مصرِ محبت، زبدۃ العارفین، پیکرِ ایثار و وفا، عاشقِ مصطفیٰ،

فنافی الرسول، پروانۂ توحید و رسالت، امین علمِ لدُنی، قطبِ جلی،

نائبِ غوث الثقلین، منظورِ نظر حضرت داتا گنج بخش

حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب

نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی

قدس سرہٗ العزیز

مرکزِ انوار و تجلیات

آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف چک نمبر ۷۶ اگ۔ب، تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

اِنتساب

بندۂ ناچیز خادم دین اِسلام اپنی اِس تالیف کواُن ارواح مقدسہ کے نام منسوب کرتا ہے جن کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد آج بھی اُن کے فیوض وبرکات جاری ہیں۔

نیاز کیش

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ○

آئیں پڑھیں شرک کیا ہوتا ہے؟

اللہ جل جلالہٗ لاشریک ہے:

توحید اللہ تبارک وتعالیٰ کو ایک، اَحد، واحد، یکتا، مطلق العنان، اَزلی، اَبدی، واجب الوجود ۱؎ اور اُس کی ذاتی صفات کے ساتھ اُسے وحدہٗ لاشریک ماننا ہے۔

ربِّ کائنات جل جلالہٗ نے کتنے واضح کلمات میں اِرشادِ عظیم فرمایا ہے:-

وَقُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ لَمۡ يَتَّخِذۡ وَلَدًا وَّلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ شَرِيۡكٌ فِى الۡمُلۡكِ وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ وَلِىٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرۡهُ تَكۡبِيۡرًا○ (بنی اسرائیل:۱۱۱) ۲؎

"اور یوں فرمائیں، سب خوبیاں اللہ (عزوجل) کو جس نے اپنے لئے بچہ اِختیار نہ فرمایا۔ ۳؎ اور بادشاہی میں کوئی اُس کا شریک نہیں ۴؎ اور کمزوری سے کوئی اُس کا حمایتی نہیں ۵؎ اور اُس کی بڑائی بولنے کو تکبیر کہو۔"

اللہ تبارک وتعالیٰ ذات وصفات میں وحدہٗ لاشریک ہے۔ اُس کے برابر نہ تو کوئی ہوا ہے، نہ ہے اور نہ ہوگا اور سورۃ الاخلاص میں مزید اِرشادِ عظیم فرمایا:

قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ○ اَللّٰهُ الصَّمَدُ○ لَمۡ يَلِدۡ ۙ وَلَمۡ يُوۡلَدۡ ۙ○ وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ○

"اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ) فرمادیں وہ اللہ ہے، وہ ایک

۱؎ جو اپنی ذات اور صفات میں کسی کا محتاج نہ ہو۔ ۲؎ اِس آیتِ مبارکہ کا نام آیت العزّ ہے۔ بنی عبدالمطلب کے بچے جب بولنا شروع کرتے تھے تو اُن کو سب سے پہلے یہی آیۂ مبارکہ قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ سکھائی جاتی تھی۔ ۳؎ جیسا کہ یہود ونصاریٰ کا گمان ہے۔ ۴؎ جیسا کہ مشرکین کہتے ہیں۔ ۵؎ وہ کمزور نہیں کہ اُس کو کسی حمایتی اور مددگار کی حاجت ہو۔ (خزائن العرفان)

ہے۔ ۶ اللہ (جل جلالہٗ) بے نیاز ہے۔ ۷ نہ اُس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ۸ اور نہ اُس کے جوڑ کا کوئی''۔

بحوالہ صحیح بخاری شریف وتشریح:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ (جل جلالہٗ) کے نزدیک کون سا گناہ بڑا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا ۹ وَّهُوَ خَلَقَكَ ''(بڑا گناہ یہ ہے) کہ تو کسی اور کو اللہ (عزوجل) کے برابر قرار دے' حالانکہ اللہ (جَلَّ مَجدُہُ الکریم) نے تجھے پیدا فرمایا ہے''۔ میں نے عرض کیا: اِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيْمٌ ''یہ تو بے شک بہت بڑا گناہ ہے''۔ میں نے عرض کیا' پھر (اِس کے بعد) کون سا گناہ بڑا ہے؟ (حضور علیہ الصلوٰۃ

---

۶ ربوبیت اور اُلوہیت میں صفاتِ عظمت وکمال کے ساتھ موصوف ہے۔ مثل' نظیر وشبیہہ سے پاک ہے۔ اِس کا کوئی شریک نہیں۔ ۷ ہر چیز سے نہ کھائے نہ پیئے ہمیشہ سے ہے' ہمیشہ رہے۔
۸ کیونکہ وہ قدیم ہے اور پیدا ہونا حادث کی شان ہے۔ ۹ حکم الٰہی ہے: لَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ o (البقرۃ:۲۲) ''تو اللہ (جل جلالہٗ) کے برابر شریک نہ ٹھہراؤ اور تم جانتے ہو کہ اُس کا کوئی شریک نہیں''۔ شرک اِنسان کے تمام اعمال کو برباد کر دیتا ہے۔ سورۃ الزمر کی آیتِ مبارکہ نمبر ۶۵ میں اِرشادِ ربّانی ہے: وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ج لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ o ''اور بے شک وحی کی گئی تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف کہ اے سننے والو! اگر تم نے اللہ (جل جلالہٗ) کا شریک کیا تو ضرور تمہارے سارے اعمال برباد جائیں گے اور تم ضرور خسارے میں ہوگے''۔ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی: وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ط اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ o (لقمان:۱۳) ''اور جب لقمان (علیہ السلام) نے اپنے بیٹے کو وعظ فرمایا: اے میرے (پیارے) بیٹے! اللہ (عزوجل) کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔ بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے''۔ سورۃ النسآء میں ربّ کائنات جل جلالہٗ کا اِرشادِ مبارک ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ج وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِيْمًا o (النسآء:۴۸) ''بے شک اللہ (جل جلالہٗ) اِسے نہیں بخشتا کہ اُس کے ساتھ شرک وکفر کیا جائے اور شرک وکفر کے نیچے جو ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے تو جس نے اللہ (جل جلالہٗ) کا شریک ٹھہرایا اُس نے بڑے گناہ کا طوفان باندھا''۔ اِسی طرح کا مضمون اِسی سورۂ مبارکہ کی آیت مقدسہ نمبر ۱۱۶ میں بھی ہے۔

والسّلام نے) فرمایا: وَاَنْ تَقْتُلَ وَلَدَکَ تَخَافُ اَنْ یَّطْعَمَ مَعَکَ ''اور اپنی اَولاد کو اِس لئے مار دینا کہ اُس کو تجھے اپنے ساتھ کھلانا (پلانا) پڑے گا''۔ میں نے عرض کیا' (یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم)! پھر کون سا گناہ بڑا ہے؟ فرمایا: اَنْ تُزَانِیَ حَلِیْلَۃَ جَارِکَ ۱۰؎ ''اپنے ہمسائے کی بیوی سے بدکاری کرنا''۔

وحید الزماں غیر مقلد صاحب لکھتے ہیں: ند کہتے ہیں نظیر یعنی جوڑ اور برابر والے کو۔ اَنْدَادًا اِس کی جمع ہے۔ ند سے صرف یہی مراد نہیں کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو خدا سمجھے کیونکہ عرب کے اکثر لوگ اور دوسرے ملکوں کے مشرک بھی خدا کو ایک ہی سمجھتے تھے ۱۱؎ جیسے فرمایا: وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ط .... (لقمان: ۲۵' الزمر: ۳۸) ''اگر اِن سے پوچھو کہ آسمانوں' زمینوں کا خالق کون ہے؟ تو کہیں گے اللہ''۔ پھر بھی اللہ نے اُن کو مشرک قرار دیا۔ بات یہ ہے کہ اللہ کی جو صفات ہیں جیسے محیط' بصیر' سمیع' قدرتِ کاملہ' تصرفِ کامل اِن صفات کو کوئی شخص دوسرے کے لئے ثابت کرے۔ اُس نے بھی اللہ کا ند یعنی برابر والا دوسرے کو ٹھہرایا۔ مثلاً کوئی شخص یہ سمجھے کہ فلاں پیر یا پیغمبر ۱۲؎ دور یا نزدیک ہر چیز کو دیکھ لیتے ہیں یا ہر بات اُن کو معلوم ہو جاتی ہے ۱۳؎ یا وہ جو چاہیں سو کر سکتے ہیں تو وہ مشرک ہو گیا۔

۱۰؎ بخاری جلد ۲ ص ۶۴۳' تیسیر الباری جلد ۶ ص ۷' ترمذی حدیث نمبر ۳۱۸۲' ابوداؤد حدیث نمبر ۲۳۱۰' الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۷۸' مصنّف عبدالرزاق حدیث نمبر ۱۹۷۱۹' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۸ ص ۱۸' تلخیص الحبیر جلد ۴ ص ۱۲۱' مسند ابوعوانہ جلد ۱ ص ۵۵۔ ۱۱؎ معاف فرمائیں' وہ ایک نہیں سمجھتے تھے۔ اُسے صرف آسمانوں اور زمین کا خالق سمجھتے تھے۔ ایک سمجھتے ہوتے تو مشرک کیوں ہوتے۔ وہ بتوں کو بھی اِلٰہ مانتے تھے دوسرے وہ نبی اللہ ﷺ کو رسول نہیں مانتے تھے۔ ۱۲؎ رسول اللہ ﷺ تو آگے پیچھے ایک جیسا دیکھتے اور آسمانوں کے پیچھے بھی دیکھتے جنت بھی دیکھتے اور دوزخ بھی دیکھتے۔ میدانِ جہاد میں مجاہدین کو دیکھتے۔ شہید ہونے والوں اور جھنڈا پکڑنے والوں کو بھی دیکھتے۔ ۱۳؎ یہ تو خود ربِ کائنات نے فرمایا ہے:- وَ قُلِ اعْمَلُوْا فَسَیَرَی اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط .... (التوبۃ: ۱۰۵) ''اور (آپ ﷺ) فرمائیں' عمل کرو تمہارے اعمال اللہ (جل جلالہ) (اُس کے پیارے) رسول (ﷺ) اور اِیمان والے دیکھیں گے''۔

توحید یہ ہے کہ اللہ کے سوا نہ کسی کو پکارے نہ اُس سے مدد چاہے' نہ اُس پر بھروسہ کرے' نہ اُس کی پوجا کرے بلکہ اللہ کے سوا سب کو عاجز اور محتاج بندہ سمجھے اور یہ اِعتقاد رکھے کہ اللہ کے سوا کوئی نہ ہم کو نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان اور جب تک اللہ نہ چاہے' کوئی اپنے اِختیار سے کچھ نہیں کر سکتا۔ ہاں اللہ چاہے تو وہ اپنے بندے سے دوسرے بندے کو فائدہ یا نقصان پہنچا سکتا ہے۔ (تیسیر الباری جلد ۶ ص ۸-۷ مِن وعَن) [۱۴]

---

[۱۴] قارئینِ کرام! مُحوّلہ بالا عبارت کو دوبارہ اور سہ بارہ پڑھیں اور غور فرمائیں غیر مقلدین کا کیسا بے ربط اور مبہم عقیدۂ توحید ہے۔ جبکہ اہلِ اِسلام اہلسنّت و جماعت کا عقیدۂ توحید انتہائی صاف شفاف' غیر مبہم اور بالکل واضح ہے کہ معبودِ حقیقی و برحق صرف اور صرف اللہ جل جلالہ ہے۔ جو اللہ جل جلالہ کے سوا کسی کو عبادت کے لائق سمجھے وہ دائرہ اِسلام سے خارج اور مشرک ہے۔ اَیسے ہی جو کسی مسلمان کو خواہ مخواہ مشرک کہے وہ بھی دائرہ اِسلام سے خارج ہے جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:-

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اَیُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِاَخِیْهِ کَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا** [۱۵] ''جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہے تو اِس (کفر) کو لے کر دونوں میں سے ایک لوٹے گا''۔ اِسی طرح حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لَا یَرْمِیْ رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوْقِ وَلَا یَرْمِیْهِ بِالْکُفْرِ اِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَیْهِ اِنْ لَّمْ یَکُنْ صَاحِبُهٗ کَذٰلِکَ** [۱۶] ''کوئی شخص کسی شخص پر فسق اور کفر کی تہمت نہیں لگاتا مگر وہ اُسی پر لوٹتی ہے اگر اُس کا صاحب اَیسا نہ ہو''۔ اِنہی سے مروی دوسری روایت میں ہے: **وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْکُفْرِ اَوْ قَالَ یَا عَدُوَّ اللّٰهِ وَلَیْسَ کَذٰلِکَ اِلَّا عَادَ عَلَیْهِ** [۱۷] ''جو شخص کسی کے کافر ہونے کا دعویٰ کرے یا' اللہ (جل جلالہ) کا دُشمن کہے اور وہ اَیسا نہ ہو تو وہ بات اُسی پر لوٹتی ہے''۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **اِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِاَخِیْهِ: یَا کَافِرُ اَوْ اَنْتَ کَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا فَاِنْ کَانَ کَمَا قَالَ وَاِلَّا رَجَعَتْ اِلَی الْاَوَّلِ** [۱۸] ''جب ایک شخص اپنے بھائی سے کہتا ہے اے کافر! یا تو کافر ہے تو دونوں میں سے ایک کی طرف بات لوٹتی ہے اگر تو اَیسے ہی ہے جیسا کہ کہا گیا تو ٹھیک' نہیں تو یہ بات پہلے کی طرف لوٹ آتی ہے''۔

---

[۱۵] بخاری جلد ۲ ص ۹۰۱' مسند احمد جلد ۲ ص ۱۱۳' مشکوٰۃ ص ۴۱۱' شرح السنۃ جلد ۶ ص ۵۱۲' مسلم حدیث نمبر ۱۱۱-۶۰' الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۴۶۴۔ [۱۶] مسند احمد جلد ۸ ص ۱۸۱' شرح السنۃ جلد ۶ ص ۵۱۲' بخاری جلد ۲ ص ۸۹۳' مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۱۸' الادب المفرد ص ۶۳ بیروت ۱۱۶ سانگلہ ہل پاکستان' مشکوٰۃ ص ۴۱۱۔ [۱۷] مشکوٰۃ ص ۴۱۱' مسند احمد جلد ۵ ص ۱۶۶' الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۴۶۴-۳' الادب المفرد ص ۶۳ بیروت' ص ۱۱۶ سانگلہ ہل۔ [۱۸] شرح السنۃ جلد ۶ ص ۵۱۱' بخاری جلد ۲ ص ۹۰۱' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۸ ص ۱۹۴' الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۴۶۵' الادب المفرد ص ۶۴ بیروت' ص ۱۱۶۔

غیر مقلدین اور دیوبندی حضرات مبہم قسم کے عقائد رکھتے ہیں۔ وحید الزماں صاحب نے لکھا ہے "جو محیط، بصیر، سمیع صفات کسی دوسرے کے لئے ثابت کرے۔۔۔ تو وہ مشرک ہوگیا"۔ معلوم ہوتا ہے یہ حضرات کتابیں پڑھنے کے بعد بھی بے خبر ہیں۔ بس ایک لکیر پر چل رہے ہیں، بُری لکیر کے فقیر ہیں، غور و فکر نہیں کرتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ لِلّٰہِ تَعَالٰی تِسعَۃً وَّتِسعِینَ اِسمًا مِائَۃً اِلَّا وَاحِدَۃً مَّن اَحصَاھَا دَخَلَ الجَنَّۃَ. اَللّٰہُ وِترٌ یُحِبُّ الوِترَ [19]

"اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ننانوے (99) اَسمائے حسنیٰ ہیں یعنی ایک کم سو۔ جو اِن اَسمائے مبارکہ کی محافظت کرے گا، (یعنی زبانی یاد کرے گا) جنت میں جائے گا۔ اللہ (عزوجل) طاق ہے اور طاق پسند فرماتا ہے"۔

کتبِ اَحادیثِ مبارکہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اِس سلسلہ میں دو روایاتِ مقدّسہ ہیں۔ ایک میں اَسمائے مبارکہ کی فضیلت کا بیان ہے اور دوسری میں فضیلت کے ساتھ اَسمائے مبارکہ بھی بیان ہیں"۔

رَبِ کریم کے کل نام یہی نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات لامحدود ہے، اُس کے اَسمائے مبارکہ بھی لامحدود ہیں لیکن حصولِ برکت اور یاد کرنے کے لئے یہ اَسمائے مبارکہ بیان فرمائے گئے ہیں۔ مذکورہ بالا حدیثِ مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے مذکور اَسمائے مبارکہ میں **کَافِیٌ، رَبٌّ، قَدِیمٌ، اَکرَمُ، اَعلٰی، اَکرَمُ الاَکرَمِینَ، ذُوالعَرشِ المَجِیدُ، فَعَّالٌ لِّمَایُرِیدُ، مَالِکِ یَومِ الدِّینِ، ذُوالقُوَّۃِ المَتِینُ، اَحسَنُ الخَالِقِینَ، دَاتَا** وغیرہ بیان نہیں ہیں۔

---

[19] بخاری حدیث نمبر ۲۷۳۶، مسلم حدیث نمبر ۵-۲۹۷۷۔ ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۸۰، ترمذی حدیث نمبر ۳۵۰۸-۳۵۰۷-۳۵۰۶، السنن الکبری للبیھقی جلد ۱۰ ص ۲۷، مستدرک حاکم جلد ۱ حدیث نمبر ۱۶، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۶-۷-۵-۷، مشکوٰۃ حدیث ۲۲۸۷-۲۲۸۸، کنز العمال حدیث نمبر ۱۹۳۳-۱۹۳۴۔

اِس میں کوئی شک وشبہ کی جگہ نہیں کہ اللہ جل جلالہ محیط، بصیر، سمیع، قدرتِ کاملہ اور تصرفِ کامل والا ہے لیکن اگر وہ کسی کو محیط، بصیر، سمیع، قدرت اور تصرف عطا فرمائے تو یہ اُس کا کرم ہے۔

ملاحظہ ہو اِرشادِ خداوندی ہے: وَاللّٰهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ ٥ (البقرۃ:۱۹) ''اور اللہ (عزوجل) منکروں کو گھیرے ہوئے ہے''۔(ترجمہ از وحید الزماں صاحب غیر مقلد)۔

دوسری طرف قرآنِ مجید میں ہے: وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ٥ (التوبۃ:۴۹، العنکبوت:۵۴) ''اور بے شک جہنم کافروں کو گھیرے ہوئے ہے''۔(یہ ترجمہ بھی وحید الزماں صاحب نے ہی کیا ہے)

قرآنِ مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مَجدہُ الکریم کی صفت محیط بیان ہے۔ جہنم کی صفت بھی محیط بیان ہے اور وحید الزماں صاحب نے قرآنِ مجید کے ترجمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مَجدہُ الکریم اور جہنم کی صفت محیط کو پڑھا اور ترجمہ کیا اور پھر صحیح بخاری شریف کی شرح میں لکھا کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا کسی کو محیط کہنا شرک ہے۔ حالانکہ بلاشک وشبہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ جَلَّ شانہٗ خالق ہے اور جہنم مخلوق ہے لیکن خود خالقِ کائنات عزوجل نے اپنے آپ کو بھی محیط فرمایا ہے اور اپنی مخلوق کو بھی۔ پھر اللہ عزوجل نے مخلوق کو سمیع وبصیر بھی فرمایا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ علیم وخبیر نے قرآنِ مجید میں اپنی ذات کو پینتالیس (۴۵) مرتبہ سمیع اور دس (۱۰) مرتبہ بصیر بیان فرمایا ہے۔

جیسے کہ ایک مقام پر قرآنِ مجید میں اِرشادِ عظیم ہوتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ٥ (النسآء:۵۸) ''بے شک اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) سنتا دیکھتا ہے''۔(ترجمہ: از وحید الزماں صاحب)۔

اَب غور سے مطالعہ فرمائیں سورۃ الدھر کی آیتِ مبارکہ نمبر ۲ میں سمیع وبصیر اللہ

تبارک وتعالیٰ جل جلالہ نے اپنی عزت والی مخلوق اِنسان کے بارے میں فرمایا: **اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا ۢ بَصِيْرًا O** ''ہم نے آدمی کو (عورت مرد کے) ملے ہوئے نطفے سے پیدا فرمایا' اِس کو آزمانے کے لئے اور اِس کو سنتا دیکھتا بنایا''۔ (ترجمہ: از وحید الزماں صاحب)

مقامِ غور ہے' خود ہی لکھا ہے کہ **محیط' سمیع' بصیر** صرف **اللہ** تبارک وتعالیٰ جل جلالہ کی صفات ہیں اور خود ہی مذکورہ بالا آیاتِ مبارکہ میں جہنم کو بھی **محیط** لکھا ہے اور اِنسان کو بھی **سمیع وبصیر** مانا ہے اور جب خالقِ کائنات خود بھی اپنی مخلوق کو **محیط** اور **سمیع وبصیر** فرما رہا ہے تو ہمارے کہنے اور ماننے سے شرک کیسے ہوگا؟ معلوم ہوتا ہے غیر مقلدین اور اُن کی غلط لکیر کے فقیر لوگ **اللہ** تبارک وتعالیٰ جَلَّ جَلالہٗ کے قرآنِ مجید کی آیاتِ مبارکہ اور فرامین کو سمجھے بغیر گفتگو کرتے ہیں۔ قرآنِ مجید کو سمجھنے کے لئے کسی **اللہ** والے' **متبعِ رسول** صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اُس کے ہاں حاضری کی ضرورت ہے۔

اہلِ اِسلام اہلسنّت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ **اللہ** تبارک وتعالیٰ **علیم وخبیر** بھی **محیط** اور **سمیع وبصیر** ہے اور مخلوق بھی' لیکن فرق یہ رکھتے ہیں کہ وہ **خودبخود ازلی اور ذاتی** طور پر **محیط** اور **سمیع وبصیر** ہے۔ جبکہ مخلوق کو خالقِ کائنات جَلَّ جلالہٗ نے **محیط** اور **سمیع وبصیر** بنایا ہے اور اَیسا ہونے کا اِعزاز بخشا ہے مگر یہاں برابری کا تصوّر کرنا بھی حرام ہے۔ اِس لئے کسی طرح بھی یہ شرک نہیں ہوسکتا ہے۔

مکمل صحیح اِسلامی عقیدہ یہ ہے کہ بنانے والا اور بننے والا یعنی **خالق ومخلوق** برابر نہیں ہوسکتے۔ **اللہ** تبارک وتعالیٰ جَلَّ جلالہٗ کی ذات' بے حد و بسیط و لامحدود ہے اور اِس کی صفات بھی بے حد و بسیط اور لامحدود ہیں جبکہ مخلوق محدود اور اِس کی صفات بھی محدود ہیں' چاہے دیکھنے اور پڑھنے میں ایک جیسی نظر آتی ہوں۔

اللہ جل جلالہ رءُوف ورحیم:

اللہ تبارک وتعالیٰ رءُوف ورحیم ہے: قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں **اللہ** تبارک و

تعالیٰ جَلَّ جَلالہ کی شانِ مقدس رءُوف ورحیم کا بیان ۱۰ بار آیا ہے:

(۱-۲)	البقرۃ ۱۴۳-۲۰۷	(۳)	آل عمران: ۳۰
(۴)	التوبۃ: ۱۱۷	(۵-۶)	النحل: ۷-۴۷
(۷)	الحج: ۶۵	(۸)	النور: ۲۰
(۹)	الحدید: ۹	(۱۰)	الحشر: ۱۰

(کل ۱۰ بار)

مثلاً اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ (الحج: ۶۵) ''بے شک اللہ (عزوجل) لوگوں پر شفقت ونرمی فرمانے والا اور مہربان ہے''۔

اللہ جل جلالہ نے اپنے آپ کو پوری انسانیت کے لئے رءُوف ورحیم فرمایا ہے اور نبی (کریم رءُوف ورحیم) صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں سورۃ التوبۃ کی آیت مبارکہ نمبر ۱۲۸ میں فرمایا ہے:۔ لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ ''بے شک تمہارے پاس تم میں سے وہ (پیارے) رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لائے ہیں جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا نہایت گراں گزرتا ہے جو تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے ہیں اور اِیمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔

مُحوّلہ بالا آیاتِ مقدسہ میں ربُّ العالمین نے اپنے آپ کو بھی رءُوف ورحیم فرمایا ہے اور اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی رءُوف ورحیم فرمایا ہے۔ توحید کا تقاضا ہے کہ اللہ جل جلالہ کو رءُوف ورحیم ماننے والے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی رءُوف ورحیم مانیں۔

قرآن مجید میں اللہ وحدہ لاشریک نے اپنی شان رَبُّ الْعَالَمِيْنَ (الحمد: ۱) اِرشاد فرمائی ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شان رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ (الانبیاء: ۱۰۷) کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ جن کا اللہ عزوجل رب ہے اُن کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت ہیں۔

اللہ عزوجل حَلِیْمٌ ہے:

ربِّ ذوالجلال والاکرام سبحانہٗ وتعالیٰ کی عظیم اور لاریب کتاب

التوحید میں بارہ (۱۲) آیاتِ مقدّسہ ایسی ہیں جن میں اِسم **حَلِیمٌ** آیا ہے جن میں نو (۹) آیاتِ طیبات میں اللہ عزّوجلّ کی شان **حلیم** بیان ہے جبکہ تین آیاتِ بینات میں **حَلِیمًا** ارشاد فرمایا گیا۔

(۱) سورۃ البقرۃ کی آیت مبارکہ نمبر ۲۳۵-۲۲۵، آل عمران کی آیتِ مبارکہ نمبر ۱۵۵ اور المائدۃ کی آیتِ مبارکہ نمبر ۱۰۱ میں **غَفُورٌ حَلِیمٌ** o شانِ پروردگار بیان ہوتی ہے۔

(۵) سورۃ البقرۃ کی آیتِ مبارکہ نمبر ۲۶۳ میں **غَنِیٌّ حَلِیمٌ** o شان بیان ہوئی ہے۔

(۶) سورۃ النسآ کی آیتِ مبارکہ نمبر ۱۲ میں **عَلِیمٌ حَلِیمٌ** o شان بیان ہوئی ہے۔

(۷) سورۃ الاسریٰ کی آیتِ مبارکہ نمبر ۴۴، سورۃ فاطر کی آیتِ مبارکہ نمبر ۴۱ میں، سورۃ التغابن کی آیتِ مبارکہ نمبر ۴۴ میں **حَلِیمًا غَفُورًا** o شان بیان ہوئی ہے۔

(۱۰) سورۃ الحج کی آیتِ مبارکہ نمبر ۵۹ میں **لَعَلِیمٌ حَلِیمٌ** o شان بیان ہوئی ہے۔

(۱۱) سورۃ الاحزاب کی آیتِ مقدّسہ نمبر ۵۱ میں **عَلِیمًا حَلِیمًا** o شان بیان ہوئی ہے۔

محوّلہ بالا آیاتِ مقدسہ میں ربّ ذوالجلال والاکرام نے اپنی صفات **غَفُورٌ، غَنِیٌّ، شَکُورٌ** اور **حَلِیمٌ** بیان فرمائی ہیں۔

اور خدائے وحدہٗ لاشریک نے اپنے بندوں کو بھی **غَنِیٌّ، شَکُورٌ** اور **حَلِیمٌ** فرمایا ہے۔

یہاں چار آیاتِ مقدسہ پیش کی جاتی ہیں جن میں حضرت سیّدنا ابراھیم علیہ السلام، حضرت سیّدنا شعیب علیہ السلام اور حضرت سیّدنا اسمٰعیل علیہ السلام کو **حَلِیمٌ** فرمایا گیا ہے۔

(۱) حضرت ابراھیم علیہ السلام کی شان میں فرمایا: **اِنَّ اِبْرٰهِیمَ لَاَوَّاهٌ حَلِیمٌ** o (التوبۃ: ۱۱۴) "بے شک ابراھیم (علیہ السلام) نرم دِل اور **حلیم** (بُردبار) تھے"۔

(۲) **اِنَّ اِبْرٰهِیمَ لَحَلِیمٌ اَوَّاهٌ مُّنِیبٌ** o (ھود: ۷۵) "یقیناً ابراھیم (علیہ السلام) بہت **حلیم** (تحمل والے)، نرم دِل اور اللہ (عزّوجلّ) کی جانب جھکنے والے تھے"۔

(۳) اللہ عزّوجلّ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں جب حضرت سیدنا ابراھیم علیہ السلام نے دُعا

کی: رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ٥ (الصافات:١٠٠) تو اللہ عزوجل نے فرمایا: فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ ٥ ''تو ہم نے اُنہیں حلیم (حلم والے) بیٹے کی خوش خبری عطا فرمائی''۔

(۴) حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے آپ سے کہا: اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِیْمُ الرَّشِیْدُ ٥ (ھود:٨٧) ''بے شک آپ بڑے عقلمند اور نیک چلن ہو''۔

اللہ عزوجل کی شان نِعْمَ:

قرآنِ مجید میں عظیم شانوں والے ربِّ کائنات نے اپنے آپ کو نِعْمَ فرمایا ہے۔ کہیں نِعْمَ الْوَكِیْلُ اور کہیں نِعْمَ النَّصِیْرُ فرمایا ہے' اِسی طرح اور بھی۔ ملاحظہ فرمائیں:-

(۱) حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْلُ ٥ (آل عمران:١٧٣) ''ہمیں اللہ (جلّ جلالہ) کافی ہے اور کیا اَچھا کارساز ہے''۔

(۲) اِنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ ٥ (الانفال:٤٠) ''اللہ (عزوجل) تمہارا مولیٰ ہے تو کیا ہی اَچھا مولیٰ ہے اور کیا ہی اَچھا مددگار ہے''۔

قرآنِ مجید میں حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْلُ ٥ صرف ایک (۱) مرتبہ آیا ہے' سورۂ آل عمران کی آیتِ مبارکہ نمبر ١٧٣ میں جبکہ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ ٥ دو (۲) بار آیا ہے' سورۃ الانفال کی آیتِ مبارکہ نمبر ٤٠ اور سورۃ الحج کی آیتِ مبارکہ نمبر ٧٨ میں۔

یہ کلمات طیبات قرآنِ مجید میں کہیں اِکٹھے حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ ٥ نہیں آئے لیکن اِن کا وِرد اِکٹھے کیا جا سکتا ہے۔

اللہ عزوجل نِعْمَ الْمُجِیْبُوْنَ:

سورۃ والصّٰٓفّٰت میں اِرشادِ عظیم ہے:-

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِیْبُوْنَ ٥ (آیتِ مبارکہ نمبر ٧٥)

''اور بے شک ہمیں نوح (علیہ السلام) نے پکارا تو ہم کیا ہی اچھے قبول فرمانے والے ہیں''۔

اللہ جل جلالہ نِعمَ الْمَاھِدُوْنَ:

اِرشادِ عالی شان ہے:

وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰھَا فَنِعْمَ الْمَاھِدُوْنَ ۝ (الذاریات:۴۸)

''اور زمین کو ہم نے فرش کیا تو ہم کیا ہی اچھے بچھانے والے ہیں''۔

اللہ عزوجل نِعمَ الْقَادِرُوْنَ:

فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ۝ (المرسلات:۲۳)

''پھر ہم نے اندازہ فرمایا تو ہم کیا ہی اچھے قادر ہیں''۔

محوّلہ بالا تین آیاتِ بینات میں اللہ عزوجل کا ذکر نِعْمَ سے ہوا ہے یعنی نِعمَ الْوَکِیْلُ بھی نِعمَ الْمَوْلٰی بھی ہے اور نِعمَ النَّصِیْرُ' نِعمَ الْمُجِیْبُوْنَ ۝' نِعمَ الْمَاھِدُوْنَ ۝' اور نِعمَ الْقَادِرُوْنَ ۝ جیسے وکیل، مولیٰ اور نصیر اللہ عزوجل کی شان ہے ایسے ہی نِعمَ بھی اُس کی شان اور وصفِ کمال ہے۔

خالقِ کائنات نے قرآنِ مجید میں اپنی مخلوق کو بھی نِعمَ فرمایا ہے ملاحظہ فرمائیں:

(۱) حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق اِرشادِ لاریب فرمایا:

وَوَھَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَیْمٰنَ ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ۝ؕ (صٓ:۳۰)

''اور ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو سلیمان (علیہ السلام) عطا فرمائے وہ نِعمَ الْعَبْدُ (اَچھے بندے تھے) اور بہت رجوع والے''۔

(۲) حضرت سیّدنا ایوب علیہ السلام کے متعلق ارشادِ باکمال فرمایا:

اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ۝ (صٓ:۴۴)

''بے شک ہم نے اُسے (یعنی ایوب علیہ السلام کو) نِعمَ الْعَبْدُ (اَچھے

بندے) صابر پایا۔ بے شک وہ بہت رجوع والے تھے"۔

(۳) سورۂ آلِ عمران میں اللہ عزّوجلّ فرماتا ہے: "اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی اور اپنی جانوں پر ظلم کریں (پھر) اللہ (جلّ جلالہٗ) کو یاد کرتے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور اللہ (رحیم وغفور) کے سوا کون گناہ بخشے اور (ایسے لوگ) اپنے کیئے پر اڑ نہ جائیں۔ ایسوں کا بدلہ اُن کے رب (تعالیٰ) کی بخشش اور جنتیں ہیں۔ اُن کے نیچے نہریں رواں ہیں ہمیشہ اُن میں رہیں وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ۝ (آلِ عمران:۱۳۵-۱۳۶) "اور نیک لوگوں کا کیا ہی اچھا اجر (اِنعام، حصّہ) ہے"۔

یہاں اجر کو نِعْمَ فرمایا گیا ہے۔ ایسے ہی سورۃ العنکبوت کی آیتِ مقدّسہ نمبر ۵۸ میں بھی فرمایا ہے۔

(۴) سورۃ الرعد میں اِرشادِ ربّانی ہے: "اور وہ جو کہ جوڑتے ہیں اُسے جس کے جوڑنے کا اللہ (رحیم وکریم) نے حکم فرمایا ہے اور وہ اپنے رب (تعالیٰ) سے ڈرتے ہیں اور حساب کی بُرائی کا خوف رکھتے ہیں اور وہ جنہوں نے صبر کیا اپنے رب کی رضا چاہنے کے لئے اور نمازِ (پنجگانہ) کو قائم رکھا اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے ہماری راہ میں چھپے اور ظاہر خرچ کیا اور بُرائی کے بدلہ بھلائی کرکے ٹالتے ہیں اُن کے لئے پچھلے گھر کا نفع ہے بسنے کے باغ جن میں وہ داخل ہوں گے اور وہ جو لائق ہوں اُن کے باپ دادے اور بیویوں اور اَولاد میں اور فرشتے ہر دروازے سے اُن پر یہ کہتے آئیں گے۔ سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝ (آیات ۲۰ تا ۲۴) "تو پچھلا گھر کیا ہی اچھا ہے"۔

اِس آیتِ مبارکہ میں آخرت کے گھر کو نِعْمَ فرمایا گیا ہے۔

(۵) سورۃ النحل میں عظیم اِرشادِ ربِّ ذوالجلال والاکرام ہے: "ڈر والوں سے فرمایا گیا تمہارے رب (تعالیٰ) نے تمہارے لئے کیا اُتارا۔ عرض کیا خوبی! جنہوں نے اِس دُنیا میں بھلائی کی اُن کے لئے بھلائی ہے اور بے شک پچھلا گھر سب سے بہتر ہے وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِیْنَ ۝ (آیتِ مبارکہ نمبر ۳۰) "اور ضرور کیا ہی اچھا

گھر ہے پرہیزگاروں کا"۔

اِن آیتِ مقدسہ میں متقین کے آخرت کے گھر کو نِعْمَ فرمایا گیا ہے۔

(۴) سورۃ الکہف میں فرمانِ عالی شان ہے: "بے شک جو اِیمان لائے اور نیک اَعمال کیئے (اللہ کریم فرماتا ہے) جن کے کام اَچھے ہیں ہم اُن کے نیک اَجر ضائع نہیں فرماتے۔ اُن کے لئے بسنے کے باغ ہیں' اُن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور اُس میں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سبز لباس پہنیں گے جو کریب وقناویر کے ہیں' وہاں تختوں پر تکیے لگائے بیٹھیں گے۔ نِعْمَ الثَّوَابُ ط وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۝ع (آیاتِ بینات نمبر ۳۱-۳۰) "کیا ہی اَچھا ثواب ہے اور جنت کیا ہی اَچھی آرام کی جگہ ہے"۔

یہاں ثواب کو نِعْمَ فرمایا گیا ہے۔

مُحوّلہ بالا آیات میں' نِعْمَ الْعَبْدُ' نِعْمَ اَجْرُ' نِعْمَ عُقْبَی' نِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِیْنَ اور نِعْمَ الثَّوَابُ فرمایا گیا ہے۔ اللہ جل جلالہ نِعْمَ الْمَوْلٰی ہے اور حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت ایوب علیہ السلام کو نِعْمَ الْعَبْدُ فرمایا گیا ہے۔ اللہ جل جلالہ خود سے اور اَزل سے نِعْمَ ہے جبکہ حضرت داؤد علیہ السلام' حضرت ایوب علیہ السلام اور اجر و ثواب کو ربِّ ذُوالجلال والاکرام نے نِعْمَ فرمایا ہے یہ ماننا عینِ توحید ہے۔

نِعْمَ الرَّجُلُ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں' نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے ظاہرہ زمانہ میں جب کوئی شخص خواب دیکھتا تو نبی کریم رءُوف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور آکر بیان کرتا۔ فرماتے ہیں' میری خواہش تھی کہ میں بھی کوئی خواب دیکھوں اور نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اَقدس میں بیان کروں۔ میں شادی شدہ نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانۂ حیات میں مسجدِ (نبوی شریف) میں رہتا تھا۔ (فرماتے ہیں ایک رات) میں نے خواب میں دو فرشتے دیکھے جو مجھے پکڑ کر دوزخ کی طرف لے گئے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ بل والے کنوئیں کی طرح پیچ در پیچ تھی اور کنوئیں کی طرح اُس کے دو کنارے تھے (فرماتے ہیں) میں نے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ پڑھنا شروع کر

دیا تو مجھے ایک اور فرشتہ ملا اُس نے مجھے کہا مت گھبراؤ۔ میں نے یہ واقعہ اپنی بہن اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سُنایا۔ اُنہوں نے میرا خواب نبی اللہ ﷺ کو سُنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُاللہ ''عبداللہ (رضی اللہ عنہ) نِعْمَ الرَّجُلُ ۲۰ بہت اچھا بندہ ہے''۔ کاش! وہ رات کی نماز (یعنی نمازِ تہجد) پڑھتا۔ حضرت سالم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اِس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو رات میں بہت تھوڑا سوتے تھے۔

اللہ جل جلالہ نے اپنی عظیم الشّان اصلی کتاب التوحید، عظیم الشان اِلہامی، آفاقی کتاب میں جہاں اپنے آپ کو نِعْمَ الْوَكِيْلُ، نِعْمَ الْمَوْلٰى، نِعْمَ النَّصِيْرُ، نِعْمَ الْمَاهِدُوْنَ، نِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ اور نِعْمَ الْقَادِرُوْنَ فرمایا ہے وہاں اسی عظیم الشان لاریب اصلی کتاب التوحید میں حضرت سیّدنا سلیمان علیہ السلام اور حضرت سیّدنا ایوب علیہ السلام کو نِعْمَ الْعَبْدُ کے علاوہ نِعْمَ اَجْرُ، نِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ، نِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ فرمایا ہے۔

تو کیا یہ شرک کی قبیل میں آئے گا؟ کیا دِل میں خوفِ ربِ ذوالجلال والاکرام ہے کہ اَلفاظ پر اِیمان والوں کو مشرک کہا جاتا ہے۔

رسول کریم ﷺ کائنات کے ہر فرد سے زیادہ قرآنِ مجید جانتے اور سمجھتے ہیں ایک وقت میں پورا قرآن اوّل تا آخر آپ ﷺ کی نظروں میں ہے۔ آپ ﷺ کی کوئی بات قرآنِ مجید کے خلاف ہونا محال ہے۔ آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں اور کس کس کو نعم فرمایا ہے؟ ملاحظہ فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:-

(۱) نِعْمَ الرَّجُلُ اَبُوْ بَكْرٍ نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ ۲۱

(۲) نِعْمَ الرَّجُلُ الْفَقِيْهُ فِي الدِّيْنِ ۲۲

---

۲۰ بخاری جلد۱ ص ۵۲۹، مسلم حدیث نمبر ۱۹۲۹-۱۹۲۸، مسند احمد جلد۴ ص ۱۴۶، دارمی جلد۲ ص ۱۲۷، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۱۶۴۵، کنز العمال حدیث نمبر ۳۳۵۱۵-۳۳۴۰۳۔ ۲۱ ترمذی حدیث نمبر ۳۷۹۵، مسند احمد جلد۲ ص ۴۱۹، مستدرک حاکم جلد۳ حدیث نمبر ۲۳۳، الادب المفرد حدیث نمبر ۳۳۷، کنز العمال حدیث نمبر ۳۳۱۱۶، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۶۲۲۴۔ ۲۲ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۵۱۔

(۳) نِعمَ الرَّجُلُ اَنتَ یَا خُزَیْمَه ۲۳؎

(۴) نِعمَ الرَّجُلُ اَنْتَ یَا صُهَیْبُ ۲۴؎

(۵) نِعمَ الرَّجُلُ بِلَالٌ ۲۵؎

(۶) نِعمَ الرَّجُلُ ثَابِتُ بْنُ قَیْسٍ ۲۶؎

(۷) نِعمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ ۲۷؎

(۸) نِعمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ الْجُمُوْعِ ۲۸؎

(۹) نِعمَ السُّوْرَتَانِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۲۹؎

(۱۰) نِعمَ الشَّفِیْعُ الْقُرْآنُ ۳۰؎

(۱۱) نِعمَ الشَّیْئُ اَلْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۳۱؎

(۱۲) نِعمَ الصَّلَاةُ عَلَیْهَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَهُمَا ۳۲؎

(۱۳) نِعمَ الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ ۳۳؎

(۱۴) نِعمَ الْیَوْمُ یَوْمُ عَرَفَةَ ۳۴؎

(۱۵) نِعمَ الْاِبِلُ الثَّلَاثُوْنَ ۳۵؎

(۱۶) نِعمَ الْاَدَامُ اَلْخَلُّ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ فِی الْخَلِّ ۳۶؎

۲۳؎ مسند احمد جلد۴ ص ۳۴۵-۴۲۲، کنزالعمال حدیث نمبر۴۱۱۸۲۔ ۲۴؎ معانی الآثار جلد۴ ص ۳۴۰۔ ۲۵؎ المعجم الکبیر للطبرانی جلد۵ ص۲۰۹۔ ۲۶؎ مسند احمد جلد۲ ص۴۱۹۔ ۲۷؎ مسند احمد جلد۲ ص ۴۱۹۔ ۲۸؎ مسند احمد جلد۲ ص ۴۱۹، مستدرک حاکم جلد۳ ص ۴۲۵۔ ۲۹؎ کنزالعمال حدیث نمبر ۲۷۲۶۔ ۳۰؎ کنزالعمال حدیث نمبر ۲۳۷۰۱۔ ۳۱؎ مستدرک حاکم جلد۴ حدیث نمبر ۲۸۶، مجمع الزوائد جلد۱۰ ص ۲۹۹، کنزالعمال حدیث نمبر ۴۳۴۸۹۔ ۳۲؎ ابوداؤد حدیث نمبر ۵۱۴۲، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۶۶۴، مستدرک حاکم جلد۴ حدیث نمبر ۱۵۵، الترغیب والترہیب جلد۳ ص ۳۲۳، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۹۳۶۔ ۳۳؎ دارقطنی جلد۲ ص ۲۸۴، کنزالعمال حدیث نمبر ۱۲۳۱۲۔ ۳۴؎ کنزالعمال حدیث نمبر ۱۲۱۰۰۔ ۳۵؎ مسند احمد جلد۲ ص ۴۴۷، مجمع الزوائد جلد۳ ص ۴۷، کنزالعمال حدیث نمبر ۱۵۷۸۴-۱۵۷۸۵۔ ۳۶؎ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۸۲۰، ترمذی حدیث نمبر ۱۸۳۹، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۳۱۶، مسند احمد جلد۳ ص ۳۰۱، دارمی جلد۲ ص ۱۰۱، مصنف عبدالرزاق حدیث ۱۹۵۶۹، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۱۸۳، علاوہ ازیں اور کئی کتابیں۔

(۱۷) نِعمَ الاُضحِیَّۃُ اَلجذعُ مِنَ الضَّانِ ۳۷

(۱۸) نِعمَ الجمَلُ جملُکُما ۳۸

(۱۹) نِعمَ السُّحُورُ التمرُ ۳۹

(۲۰) نِعمَ السِّوَاکُ الزَّیتُونُ ۴۰

(۲۱) نِعمَ العَبدُ اَلحجَّامُ یُذھِبُ الدَّمَ وَیُخِفُّ الصَّابَ وَ یُجلُّوا البَصَرَ ۴۱ (۲۲) نِعمَ العَطِیَّۃُ کَلِمَۃُ حَقٍّ ۴۲

(۲۳) نِعمَ المَالُ الصَّالِحُ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ ۴۳

(۲۴) نِعمَ المَقبرَۃُ ثَنِیَّۃُ الشِّعبِ ۴۴

(۲۵) نِعمَ المَقبرَۃُ ھٰذِہٖ ۴۵

(۲۶) نِعمَ النِّسَاءُ نِسَآءُ الاَنصَارِ ۴۶

(۲۷) نِعمَ المَیِّۃُ اَن یَّمُوتَ الرَّجُلُ دُونَ حَقِّہٖ ۴۷

نِعمَ کون کون؟

خلیفۃ الرسول حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فقیہ عالم، حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا

---

۳۷ ترمذی حدیث نمبر ۱۴۹۹، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۶ ص ۲۷۱، کنز العمال حدیث نمبر ۱۲۱۶۹ مسند احمد جلد ۲ ص ۴۴۵۔ ۳۸ مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۸۲، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۶۸۷-۳۱۶۸۹۔ ۳۹ الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۱۳۹، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۵۱، کنز العمال حدیث نمبر ۲۳۹۸۰-۲۳۹۸۳۔ ۴۰ مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۱۰۰، کشف الخفا للعجلونی جلد ۱ حدیث نمبر ۴۴۱-۵۳۵۔ ۴۱ ترمذی حدیث نمبر ۲۰۵۳، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۴۷۸، مستدرک حاکم جلد ۴ حدیث نمبر ۲۱۲، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۱۳، کنز العمال حدیث نمبر ۲۸۱۳۸۔ ۴۲ الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۱۱۹، مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۱۶۶، کنز العمال حدیث نمبر ۲۸۷۱۰، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۲ ص ۴۳۔ ۴۳ مسند احمد جلد ۴ ص ۱۹۷، الادب المفرد حدیث نمبر ۲۹۹۔ ۴۴ مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۶۷۳۴، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۲۹۷، کنز العمال حدیث نمبر ۳۴۷۹۱۔ ۴۵ مسند احمد جلد ۱ ص ۳۶۷۔ ۴۶ السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۱ ص ۱۸۰۔ ۴۷ مسند احمد جلد ۱ ص ۱۸۴، مجمع الزوائد جلد ۶ ص ۲۴۴، کنز العمال حدیث نمبر ۱۱۲۰۹۔

WWW.SEEDHARASTAH.COM

بلال رضی اللہ عنہ‘ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ‘ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ‘ حضرت معاذ بن عمرو بن جموع‘ سورۃ الاخلاص وسورۃ الفلق‘ قرآنِ مجید شفیع‘ جہاد فی سبیل اللہ‘ فوت شدہ والدین پر نمازِ جنازہ اور اُن کے حق میں اِستغفار‘ یوم عرفہ‘ حج وعمرہ‘ اُونٹ‘ قربانی‘ سحری کی کھجور‘ زیتون کی مسواک‘ فسد کرنے والا حجام‘ کلمۂ حق‘ اَچھا مال اَچھے اِنسان کے لئے‘ مقبرۃ ثنیۃ الشعب‘ وہ میت جو کسی کا حق لے کر نہ مرے‘ انصار کی عورتیں۔

علاوہ ازیں اور بہت سی چیزیں ہیں جن کو سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے نِعْمَ فرمایا ہے۔ کیا شرک وکفر کے فتوے لگانے والوں کے پاس ایمان کا سودا نہیں ملتا اگر یہ لوگ محبت اور دیانتداری سے قرآنِ مجید کا مطالعہ کریں تو نبی کریم رءُوف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی روشنی سے اپنی گفتگو کو نور رونور بنا سکتے ہیں۔

حافظ وحفیظ کون کون؟

(۱) اللہ جل جلالہ کی شانِ حفیظ: حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا: اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ ○ (هود:۵۷) ”یقیناً میرا رب ہر چیز پر حفیظ (نگہبان) ہے“۔

(۲) کتاب کی شانِ حفیظ: .... وَعِنْدَنَا کِتٰبٌ حَفِیْظٌ ○ (قٓ:۴) (اللہ عزوجل فرماتا ہے) ”اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو حفیظ ہے“۔ (حفاظت کرنے والی ہے) جس کتاب میں سب کے نام‘ مرنے کا وقت اور کس مٹی نے کون سا عضو کھایا یہ سب کچھ لکھا ہوا ہے۔

(۳) جنتیوں کی شانِ حفیظ: اور جنت پرہیز گاروں کے لئے بالکل قریب کردی جائے گی۔ ذرا بھی دُور نہ ہوگی۔ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِکُلِّ اَوَّابٍ حَفِیْظٍ ○ (قٓ:۳۲) ”یہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا‘ ہر اُس شخص کے لئے جو رجوع کرنے والا اور حفیظ (حفاظت کرنے والا) ہے“۔

(۴) فرشتوں کی شانِ حفیظ: اِنْ کُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَیْهَا حَافِظٌ ○ (الطارق:۴) ”کوئی ایسا نہیں جس پر فرشتہ حفیظ (حفاظت کرنے والا) نہ ہو“۔

(۵) حضرت یوسف علیہ السلام کی شانِ حفیظ: حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: مجھے ملک کے خزانوں پر مقرر کردو: .... اِنِّی حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ۝ (یوسف:۵۵)
''میں حفیظ (حفاظت کرنے والا) اور علیم (علم والا) ہوں۔''

یہ چند مثالیں قرآنِ مجید کتابِ لاریب سے پیش کی گئی ہیں، جو اصل کتاب التوحید ہے۔

قارئینِ کرام! دین اور دین کی سچی کتاب کو پڑھنے اور بیان کرنے کے لئے اللہ عزوجل کا خوف، سچائی اور سچ کی ضرورت ہے۔

غوث الثقلین حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: ''اللہ تبارک وتعالیٰ کا اِسمِ پاک اللہ خاص اُسی کے لئے ہے۔ اِس میں کسی کی شرکت نہیں یعنی کوئی شریک نہیں۔ ساتھ تحریر فرمایا ہے:-

قُلْ کُلُّ اِسْمِ اللّٰہِ تَعَالٰی مُشْتَرِکٌ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ غَیْرِہٖ لَہٗ عَلَی الْحَقِیْقَۃِ وَلِغَیْرِہٖ عَلَی الْمَجَازِ [۴۸]

''فرمائیں اللہ (جل جلالہ) کے تمام اَسمائے مبارکہ سوائے اللہ کے مشترک ہیں۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ سُلطانہ) کے لئے حقیقی معنوں میں اور مخلوق کے لئے مجازی معنوں میں بولے جاتے ہیں''۔

حقیقی، مجازی اور ذاتی وعطائی کا فرق جاننا بہت ضروری ہے۔ باقی تمام معاملات کو بھی اِسی انداز سے دیکھنا اور سمجھنا چاہیئے جس کو ربِّ کائنات جلّ جلالہٗ کوئی وصف عطا فرمادے تو اُسے ماننے کا نام ہی توحید ہے۔

عقیدہ اہلِ اِسلام اہلسنّت وجماعت برحق اور سچا ہے کہ مخلوق کے پاس جو بھی کمالات ہیں، ذاتی نہیں ہیں، بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلّ مَجدہُ الکریم کے عطا کردہ ہیں۔ بالآخر وحید الزماں صاحب کی مُحوّلہ بالا عبارت کا بغور مطالعہ کرکے دیکھیں اُنہوں نے بھی تسلیم کیا ہے کہ ''اللہ چاہے تو وہ اپنے بندے سے دوسرے بندے کو

[۴۸] غنیۃ الطالبین مُترجَم باب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تشریح۔

فائدہ یا نقصان پہنچا سکتا ہے''۔

اہل اِسلام اہلسنّت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلّ جَلالہٗ کی ذاتِ برحق کے سوا ہر فرد اور چیز مخلوق ہے۔ اپنی ذات وصفات میں اپنے خالق و مالک کا نیاز مند اور محتاج ہے مگر جسے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلّ جَلالہٗ اپنی مخلوق میں عظمتیں ورفعتیں اور درجات کی بلندی عطا فرمادے اُس کی عظمتوں اور رفعتوں کو نہ ماننا اِنکارِ توحید اور توہینِ عطائے ربِّ کائنات ہے اور ربِّ ذوالجلال والاکرام سے دشمنی ہے۔ جیسے حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کی عظمت اور شان کی مخالفت دشمنیٔ ربِّ ذوالجلال والاکرام ثابت ہوئی اور حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کی تعظیم نہ کرنے والا مردودِ بارگاہِ خداوندی ہوا۔ اللہ عزوجل نے اَنبیاءِ کرام علیہم السّلام اور اَولیاءِ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کو جو درجات اور تصرُّفات عطا فرمائے ہیں اُن کا اِقرار کرنا عینِ توحید ہے اور اِنکار عین اِنکارِ توحید ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کا اِختیار اور قدرت:

غیر مقلدین کے اُستاد وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں:۔

○ مردود یہودی حضرت جبریلؑ کو اپنا دشمن سمجھتے۔ کیونکہ اُنہوں نے کئی بار اُن پر عذاب اُتارا۔ بعضوں نے کہا اِس وجہ سے کہ اُنہوں نے نبوت بنی اسرائیل سے نکال کر عرب لوگوں میں رکھی۔ بعضوں نے کہا اِس وجہ سے کہ یہودیوں کے راز پیغمبروں کو بتلا دیتے۔ غرض یہودی بھی عجب بیوقوف لوگ تھے بھلا حضرت جبریلؑ کو دیکھو اور اُن سے دشمنی رکھنا دیکھو تمہاری ہستی ہی کیا ہے وہ ایک پَر سے ساری دُنیا کو اُلٹ سکتے ہیں دوسرے جبریلؑ پروردگار کے حکم کے تابع ہیں اُن سے عداوت رکھنا گویا خدا سے عداوت رکھنا ہے۔ (تیسیر الباری جلد۶ ص ۱۰ من وعن)

☆ قارئین کرام! وحید الزماں صاحب نے اپنی کتاب تیسیر الباری کی جلد۶ ص ۸ سطر نمبر۲ میں لکھا ہے۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں! مثلاً ''کوئی شخص یہ سمجھے کہ فلاں پیر یا پیغمبر دُور یا نزدیک ہر چیز کو دیکھ لیتے ہیں یا ہر بات اُن کو معلوم ہو جاتی ہے۔ یا وہ جو چاہیں سو کر سکتے ہیں تو وہ مشرک ہو گیا''۔

یہاں مُحوّلَہ بالا عبارت بھی خود ہی لکھی ہے کہ ''بھلا حضرت جبریلؑ کو دیکھو اور اُن سے دشمنی دیکھو تمہاری ہستی ہی کیا ہے؟ وہ ایک پَر سے ساری دُنیا اُلٹ سکتے ہیں''۔ کیا اَب حضرت جبرائیل علیہ السلام کی قدرت' تصرّف اور طاقت ماننے سے شرک نہیں ہوا؟ پھر یہ کہنا کہ اُنہوں نے نبوت بنی اسرائیل سے نکال کر عرب لوگوں میں رکھی اور اُنہوں نے کئی بار اُن پر عذاب اُتارا''۔ کیا یہ اِختیارات اور طاقتیں حضرت جبریل علیہ السلام کے لئے ماننا جائز ہیں؟

اہلِ اِسلام اہلسنّت و جماعت کا صاف و شفاف اور نورانی عقیدہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کا ایک پَر مار کر ساری دُنیا اُلٹ دینا یا یہودیوں پر عذاب اُتارنا یا نبوت بنی اسرائیل سے نکال کر عرب لوگوں میں رکھنا' اپنی مرضی اور تصرّف سے نہ تھا بلکہ ربِّ ذوالجلال والاکرام کے حکم اور عطا سے تھا' اللہ تبارک وتعالیٰ جَلّ مجدہُ الکریم نے اُن کی یہ ڈیوٹی لگا رکھی تھی اور اِس ڈیوٹی کو نبھانے کے لئے مافوق العقل طاقت اور تصرّف خود ربِّ کائنات عزوجل نے ہی اُنہیں عطا فرمایا تھا۔ اِس لئے جب ربِّ ذوالجلال والاکرام کسی کو کوئی طاقت' رتبہ' تصرّف اور عظمت عطا فرمائے تو اِس کا ماننا شرک نہیں ہوتا۔ اِسے شرک سمجھنا اِنتہائی بے علم ہونے کی دلیل ہے۔ یاد رہے انبیاء کرام علیہم السّلام اور اَولیاءِ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کے تصرّفات اور اِختیارات سبھی اللہ تبارک وتعالیٰ جَلّ مجدہُ الکریم کے ہی عطا کردہ ہوتے ہیں۔ اور جب یہ عقیدہ ٹھہرا کہ جس کو جو بھی قوت' عظمت اور تصرّف ملا ہے' وہ ربِّ کائنات عزوجل ہی کا عطا کردہ ہے۔ تو کسی نبی علیہ السلام پیر فقیر کا دُور و نزدیک سے دیکھ' سُن لینا کسی طرح بھی شرک کی قبیل میں نہیں آتا۔ یہ سب عطائے خداوندی ہے جس کو جیسے چاہے نواز دے۔ خالقِ کائنات عزوجل پر کسی غیر مقلد یا مقلد کا کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا۔ اللہ جل جلالہ' اللہ جل جلالہ ہی ہے۔ آج کی دُنیا تسخیرِ کائنات کے میدان میں کہیں آگے جا چکی ہے جبکہ غیر مقلدین حضرات کو مسلمانوں کو اِسلام سے خارج کرنے سے ہی فرصت نہیں۔ الامان والحفیظ

۲۵۔ وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں: ''جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب

ہوتا ہے تو بچہ کو اپنی صورت پر کر لیتا ہے"۔(تیسیر الباری جلد۶ ص۱۰ امن وعن)☆

☆ کیا بات ہے! ماننے پر آئیں تو مرد کے پانی کی طاقت کو مان لیں' نہ مانیں تو سیّد الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی طاقتوں' عظمتوں اور کمالات کو بھی نہ مانیں۔اللہ عزوجل اُمّتِ مسلمہ کو ایسے لوگوں کی سوچ اور فکر سے محفوظ رکھے۔آمین!

اللہ عزوجل کی قدرت کے مظہر فرشتے کی ڈیوٹی:

حضرت ابنِ حمیری رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں' حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابنِ حمیری کیا میں تمہیں وہ حدیث شریف بیان نہ کروں جو مجھ سے میرے (پیارے) محبوب (کریم) نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے۔فرمایا: ہاں! بیان فرمائیے۔کہا' رسول (کریم رءُوف ورحیم) صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

یَا عَمَّارُ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَكًا اَعْطَاهُ اَسْمَاءَ الْخَلَائِقِ كُلِّهَا وَهُوَ قَائِمٌ عَلٰى قَبْرِىْ اِذَا مِتُّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَيْسَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِىْ يُصَلِّىْ عَلَىَّ صَلَاةً اِلَّا سَمَّاهُ بِاِسْمِهٖ وَاِسْمِ اَبِيْهِ قَالَ يَامُحَمَّدُ صَلّٰى عَلَيْكَ فُلَانٌ كَذَا وَكَذَا فَيُصَلِّى الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ عَلٰى ذٰلِكَ الرَّجُلِ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ عَشْرًا [۴۹]

"اے عمّار (رضی اللہ تعالیٰ عنک) اللہ (جل جلالہ) نے ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے، جسے تمام مخلوق کی آوازوں کو سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے۔فرمایا: جب میرا اِنتقال ہو جائے گا' وہ قیامت تک میری قبر پر کھڑا رہے گا۔پس نہیں ہے میرا کوئی اُمّتی جو مجھ پر دُرود (شریف) بھیجے گا مگر وہ اُس کا نام اور اُس کے والد کا نام لے کر عرض کرے گا۔یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) فلاں شخص (جو فلاں شخص کا بیٹا ہے اُس) نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود (شریف) بھیجا ہے۔تو رب کریم (سبحانہ وتعالیٰ) اُس شخص پر ہر ایک دُرود (شریف) کے بدلے میں دس دس رحمتیں نازل فرمائے گا"۔

۴۹؎ الترغیب والترہیب جلد۲ ص۴۹۹' مجمع الزوائد جلد۱۰ ص۱۶۲' مسند بزار جلد۲ ص۴۳۶' جلاء الافہام ص۴۶۔

ماں کے بطن میں چار چیزیں لکھنے والے فرشتے کی طاقت اور قدرت:

حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنسان کی پیدائش سے پہلے ماں کے پیٹ میں چار باتیں لکھ دی جاتی ہیں: (۱) عَمَلُهٗ، (۲) اَجَلُهٗ، (۳) رِزْقُهٗ، (۴) شَقِيٌّ اَوْ سَعِيْدٌ ۵۰ ''یعنی (۱) اُس کے اعمال، (۲) اُس کی موت، (۳) اُس کا رزق اور (۴) اُس کا بد بخت ہونا یا خوش بخت ہونا''۔

ساری کائنات کی ماؤں کے بطن میں یہ کام صرف ایک فرشتہ سرانجام دیتا ہے۔ کیسی قدرت اور تصرف ہے؟ فرشتے بھی مخلوق ہیں۔

ملک الموت کی قدرت اور تصرف:

قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝ (السجدۃ:۱۱) ''آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرمائیں تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے پھر اپنے رب کی طرف واپس جاؤ گے''۔

ملک الموت کو اللہ تبارک تعالیٰ نے اِتنا تصرف اور قدرت عطا فرمائی ہے کہ ایک سیکنڈ میں لاکھوں لوگوں کی روحیں قبض کر لیتے ہیں۔

داتا:

داتا ایک لفظ ہے جس پر بعض لوگ اَیسی گفتگو کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی اور کو داتا کہنے پر، کہنے والے کو جہنم میں پہنچا کر سانس لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ دینِ اِسلام کے ماننے والے سچے اِنسان کو دُنیائے اِسلام سے نکال کر بہت بڑے آدمی بن گئے ہیں اور فاتح ہو گئے ہیں۔ یہی وہ حضرات ہیں جنہوں نے لوگوں کی بہتری کی بجائے بربادی کا مشن جاری کر رکھا ہے اور تعمیر

۵۰ بخاری حدیث نمبر ۳۲۰۸، مسلم حدیث نمبر ۱، ابو داؤد حدیث نمبر ۴۷۰۸، ترمذی حدیث نمبر ۲۱۳۷، ابن ماجہ حدیث نمبر ۷۶، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۸۲، مرقاۃ جلد ۱ ص ۲۴۵، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۰۹۳، تلخیص الحبیر جلد ۲ ص ۱۱۵۔

معاشرہ کی بجائے تخریب کاری اور اِنسانوں کو اِنسانوں کا دشمن بنانے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔
آیئے لفظ داتا کے متعلق جانتے ہیں:-

قرآنِ مجید یا اَحادیثِ طیبات میں لفظ داتا نہیں آتا۔ یہ اُردو اور ہندی زبان میں بولا جاتا ہے۔ ہر سخی اور دینے والے کو داتا کہتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں لیکن یہ عقیدہ رکھنا لازمی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا ہر دینے والا اللہ تبارک وتعالیٰ کے دیئے ہوئے میں سے دیتا ہے۔ جبکہ ربُّ العالمین اپنے ذاتی خزانوں سے بلا شرکتِ غیر کے خود ہی عنایت فرماتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ذاتی طور پر دینے والا ہے اور اپنے پیاروں کی دعاؤں سے بھی عنایت فرماتا ہے۔ مخلوق عطائی دینے والی ہے۔ بے مثل نوری بشر پیارے رسول (کریم رءُوف ورحیم) ﷺ فرماتے ہیں: اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِی ۱۵ ''میں تقسیم فرمانے والا ہوں اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) مجھے عطا فرمانے والا ہے''۔ لٰہذا عطا فرمانے والے اور تقسیم فرمانے والے (دینے والا) خالق اور مخلوق کے لئے داتا بولنا شرک نہیں۔

داتا کے کئی معانی:

داتا ہندی کا لفظ ہے اور مذکر ہے' اُردو میں بھی بولا جاتا ہے۔ لُغت میں اِس کے مختلف معنی ہیں:- (۱) دینے والا' سخی' فیاض۔ (۲) داتا کا دان غریب کا اَشنان۔ یعنی سخی کی خیرات کرنے سے غریب کا کام چل جاتا ہے۔ (۳) رازق' خدا (۴) داتا کے دینے کے سو ہاتھ۔ (i) سخی ہمیشہ کامیاب رہتا ہے۔ (ii) سخی کی مشکلات آسان ہوجاتی ہیں۔ (۵) درویش' فقیر' سائیں۔ تو موقع محل کے لحاظ سے دیکھا جائے گا کہ کونسا معانی مراد ہے۔ اَلفاظ اور اَسماء کے اِشتراک سے شرک نہیں ہوتا۔

---

۱۵ بخاری حدیث نمبر ۷۱' مسلم حدیث نمبر (۱۰۰-۱۰۳۷)' مسند احمد جلد ۲ ص ۲۳۴' ترمذی حدیث نمبر ۲۶۴۵' مشکل آلآثار جلد ۲ ص ۲۸۰-۲۷۸' ابن ماجہ حدیث ۲۲۰' مرقاۃ جلد ۱ ص ۴۰۹' دارمی جلد ۱ ص ۷۴' شرح السنۃ جلد ۱ ص ۲۲۸' مشکوٰۃ حدیث ۲۰۰' مستدرک جلد ۳ حدیث نمبر ۱۲۸' مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۱۲۱۔

غور فرمائیں اگر قرآنِ مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ علیم، کریم، حلیم، حفیظ، ولی، وکیل، کفیل، عادل، سمیع، بصیر، حی، حسیب، نِعْمَ، قوی اور رءُوف ورحیم وغیرہم کے اپنے اَوصافِ حمیدہ کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ، اَنبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسّلام اور دیگر مخلوق کو رءُوف، رحیم، علیم، حلیم، حفیظ، ولی، سمیع، بصیر، حی، حسیب نِعْمَ اور قوی فرمایا گیا ہے تو اُس کے فرمانے سے تو شرک نہیں ہوا تو ہمارے کہنے سے کیسے شرک ہوسکتا ہے؟

قارئینِ کرام! یہ اِشتراکِ اَلفاظ وصفات ہے اگر کوئی سمیع، بصیر، حی، قوی، علیم، حلیم، حفیظ، نِعْمَ وغیرہ ہوگا تو اُسے یہ سب کچھ کہنا درست ہوگا شرک نہیں ہوگا۔

اَب جو بات قابلِ غور ہے اور اِمتیازی حیثیت رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ کوئی صاحبِ اِیمان شخص اللہ عزوجل کے سوا جنہیں حی، قوی، حلیم، علیم، حفیظ، سمیع، بصیر، نِعْمَ یا داتا کہتا ہے اُنہیں نہ تو کوئی معبود مانتا ہے نہ معبود جیسا مانتا ہے نہ ضد مانتا ہے اور نہ ہی ند مانتا ہے بلکہ اُنہیں اللہ جل جلالہ کا بندہ مانتا ہے اور اُن میں یہ صفات اُن کی ذاتی صفات نہیں مانتا بلکہ اللہ رب العالمین کی عطا کردہ مانتا ہے۔ نہ اَزلی مانتا ہے نہ اَبدی مانتا ہے، حادث اور وقتی مانتا ہے۔

جبکہ ہر اِیمان والا اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ کی صفات کو ذاتی اور حقیقی مانتا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کو خالق ومالک حقیقی، واجب الوجود مطلق وبسیط وبے حد مانتا ہے۔ اُسے حادث نہیں مانتا۔ اُس کی شان نہ بڑھتی ہے نہ گھٹتی ہے جب سے ہے عظیم شانوں والا ہے۔ ہم اُسے سُبْحَانَ اللّٰہ کہیں، اُس کی حمد کریں، ہماری تسبیح سے نہ تو اُس کی شان بڑھتی ہے اور نہ حمد سے اُس کا درجہ بلند ہوتا ہے وہ اَزل سے جیسا ہے ویسا ہی آج ہے۔ کوئی اُسے اللہ مانے، محیط مانے، سمیع مانے، بصیر مانے، نِعْمَ مانے یا نہ مانے اُس کی شان میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

ہاں البتہ! اُس کی تعریف اور تسبیح کرنے والے کے درجات بلند ہوتے ہیں۔

جو لوگ تقاریر میں اَولیاء کرام کے خلاف اپنی توپوں کے منہ کھول دیتے ہیں، وہ

نہ تو صحیح طور پر قرآنِ مجید کا مطالعہ کرتے ہیں اور نہ اَحادیثِ طیبات کا۔ بلکہ نفرتوں اور کدورتوں سے بھری ہوئی تقاریر سے ماحول کو کشیدہ اور گھناؤنا بنانے کا کردار اَدا کرتے ہیں۔ اُنہیں اَصلی اور نقلی کی گردانیں کرنے کی بجائے نیکی کی تعلیم دینی چاہیے۔

مولانا کے معانی:

مولانا (یہ لفظ عربی اور اردو میں بولا جاتا ہے اور مذکر ہے) لغوی معنی ہمارا مولانا یا آقا' علماء کا اِعزازی خطاب۔

مولا (مولیٰ) (ع۔ا۔مذکر)۔ معانی (۱) مالک، آقا' صاحب ، والی' سردار۔ (۲) خدا تعالیٰ۔ (۳) بادشاہ' سلطان ،حاکم۔ (۴) مددگار' معاون، دوست ، شریک، ساتھی، یار۔ (۶) ہمسایہ' پڑوسی۔ (۶) حضرت' جناب۔ (۷) آزاد' (کیا ہوا غلام)۔ (۸) مولانا بالفضل اولینا= صاحب علم و فصل۔

مولانا کون کون؟

قرآنِ پاک میں لفظ مولانا خصوصی طور پر اللہ تبارک وتعالیٰ جَلّ مَجدہُ الکریم کی ذاتِ وحدہٗ لاشریک کے لئے آیا ہے۔

(۱) ....اَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ O (البقرۃ:۲۸۶)

''تو مولانا ہے تو کافروں پر ہمیں مدد دے''۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

(۲) قُلْ لَّنْ یُّصِیْبَنَآ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا ج ھُوَ مَوْلَانَا ج وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ O (التوبۃ:۵۱)

''آپ (ﷺ) فرمائیں' ہمیں نہ پہنچے گا' مگر جو اللہ (جَلّ مَجدہُ الکریم) نے ہمارے لئے لکھ دیا ہے۔ وہ مولانا ہے اور اِیمان والوں کو اللہ (عزوجل) پر بھروسہ کرنا چاہئے''۔

(۳) اِنَّ اللّٰہَ مَوْلَاکُمْ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ O (الانفال:۴۰)

"بے شک تمہارا مولا اللہ (جل جلالہ) ہے تو کیا ہی اچھا مولیٰ ہے اور کیا ہی اچھا مددگار"۔

(۴) وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ ۝ (الحج:۷۸)

"اور اللہ (جل جلالہ) کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لو وہ تمہارا مولیٰ ہے تو کیا ہی اچھا مولا ہے اور کیا ہی اَچھا مددگار ہے"۔

(۵) ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ..... (محمد:۱۱)

"یہ کہ مسلمانوں کا مولا اللہ (عزوجل) ہے"۔

(۶) بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ۝ (آل عمران:۱۵۰)

"بلکہ اللہ (عزوجل) تمہارا مولیٰ ہے اور وہ سب سے بہتر مددگار ہے"۔

(۷) وَاللّٰهُ مَوْلٰكُمْ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ (التحریم:۲)

"اور اللہ (عزوجل) تمہارا مولا ہے اور علم و حکمت والا ہے"۔

(۸) ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ ..... (الانعام:۶۲)

"پھر پھیرے جاتے ہیں اپنے سچے مولا اللہ (جل جلالہ) کی طرف"۔

جو لوگ اللہ عزوجل کے سوا (مخلوق میں) کسی کو داتا کہنا شرک کہتے ہیں اور مخلوق کے لئے لفظ داتا پر بہت اِظہارِ ناراضگی کرتے ہیں۔ وہ اپنے ہر عالم دین کو مولانا لکھتے ہیں بلکہ کئی تو اپنی ہی لکھی ہوئی کتابوں میں خود ہی اپنے ناموں کے ساتھ مولانا لکھتے ہیں۔ اُنہیں لفظ مولانا پر ناراضگی کیوں نہیں ہوتی؟ جب کہ لفظ مولانا تو قرآنِ مجید میں صاف صاف اللہ عزوجل کے لئے آتا ہے۔ رہی لفظ داتا کی بات تو یہ تو ایک مرتبہ بھی قرآنِ مجید میں اللہ (عزوجل) کے لیے نہیں آیا۔

ہم اہلِ اِسلام اہلسنّت و جماعت قرآنِ مجید اور اَحادیثِ طیبات کی روشنی میں اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مَجدہُ الکریم کی مخلوق کو بعطائے اِلٰہی داتا بھی مانتے ہیں اور مولانا کہنا بھی جائز سمجھتے ہیں۔ عوام اور علمائے اہلسنّت و جماعت جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود شریف بھیجتے ہیں تو **سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ** صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں۔

قرآنِ مجید کے مطابق اہلِ اِیمان' اللہ عزوجل کو مولائے حقیقی اور داتائے حقیقی مانتے ہیں جبکہ قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ کی روشنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' اَمیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم' حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام اور صالح مؤمنین کو بھی مولا اور مولانا مانتے ہیں۔اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عطا اور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضانِ کرم سے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو مجازی مولا اور مجازی داتا مانتے ہیں۔

اَمیر المؤمنین حضرت سیّدنا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ:

حضرت سلمہ بن کہیل علیہ الرحمہ نے حضرت ابوطفیل علیہ الرحمہ سے سنا' وہ روایت کرتے ہیں' حضرت ابوسریحہ یا حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:۵۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشادِ عظیم ہے: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ ۵۳ ''جس کا میں مولا ہوں' اُس کے (حضرت) علی (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) مولا ہیں''۔

ہر مومن مرد اور عورت کے مولیٰ:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن اَرقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غدیرِ خم (خم کے تالاب) پر اُترے (غدیر بمعنی تالاب' خم ایک جگہ ہے' جحفہ منزل سے تین میل دُور۔) یہ واقعہ حجتہ الوداع سے واپسی پر ہوا۔ بعض لوگ سمجھے یہ واقعہ حج کو جاتے وقت ہوا جبکہ اُس وقت (اَمیر المؤمنین حضرت سیّدنا حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) یمن میں تھے، وہاں موجود نہ تھے۔ اِس وہم سے اُنہوں نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں مگر یہ اُن کی غلط فہمی ہے۔ یہ واقعہ واپسی پر ہوا' اُس وقت اَمیر المؤمنین حضرت سیّدنا ومولانا علی رضی اللہ عنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اَمیر المؤمنین حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: کیا تم نہیں

۵۲ یہ ناموں کا شبہ حضرت شعبہ علیہ الرحمہ کو ہے جو اِس حدیث شریف کے راویوں میں سے ہیں۔
۵۳ ترمذی جلد ۲ ص ۲۱۲ حدیث نمبر ۳۷۱۳' مسند احمد جلد ۴ ص ۳۶۸۔ جلد ۱ ص ۱۱۸۔ ۸۴' مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۱۱۰' مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۱۷' مشکوٰۃ ص ۵۶۴ حدیث نمبر ۶۰۹۱' مرقاۃ جلد ۱۱ ص ۲۴۷۔

جانتے کہ میں مومنوں سے اُن کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہوں؟ سب نے عرض کیا: جی ہاں! پھر فرمایا:

اَللّٰھُمَّ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ ۵۴

''اِلٰہی جس کا میں مولا ہوں اُس کے علی مولا ہیں۔ اِلٰہی جو اِس سے محبت کرے تو اُس سے محبت فرما اور جو اِس سے دشمنی کرے تو اُس کا دشمن رہ''۔

پھر اَمیر المؤمنین حضرت سیّدنا و مولانا علی رضی اللہ عنہ سے اِس اِرشادِ پاک کے بعد اَمیر المؤمنین مرادِ مصطفیٰ خلیفۂ ثانی حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ملے، کہنے لگے اے ابو طالب کے بیٹے! (حضرت علی رضی اللہ عنہ) آپ کو مبارک ہو' آپ نے اِس طرح صبح سویرا پایا کہ آپ ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کے مولیٰ ہو''۔

حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام اور صالح مؤمنین بھی مولا ہیں:

فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ ..... (التحریم:۴)

''تو بے شک اللہ (عزوجل) اُن کا مولا اور جبریل (علیہ السلام) اور نیک اِیمان والے بھی (مولا ہیں)''۔

اللہ مولائے حقیقی' حضرت جبرائیل علیہ السلام اور اِیمان والے مولائے مجازی ہیں۔

آئیں قرآنِ مجید' صحیح بخاری اور دیگر کتب سے تصرف و قدرتِ اولیاء کا مطالعہ کرلیں تاکہ منفی گفتگو کرنے والوں کی اصلاح ہو۔

آنکھ جھپکنے سے پہلے ملکہ بلقیس کا تخت لانا:

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتَابِ اَنَا اٰتِیْکَ بِہٖ قَبْلَ اَنْ

۵۴ مشکوٰۃ ص ۵۶۵ حدیث نمبر ۶۱۰۳' مسند احمد جلد ۵ ص ۳۷۰' ابن ماجہ ص ۱۲' مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۱۱۶' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۰۷-۱۰۶' البدایہ والنہایہ جلد ۵ ص ۲۱۲-۲۱۱' مرقاۃ جلد ۱۱ ص ۲۵۷' ترمذی حدیث نمبر ۳۷۱۳' ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۱۶' مسند احمد جلد ۴ ص ۲۸۰۔

يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۖ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ۝ (النمل:۴۰)

''اُس نے عرض کی، جس کے پاس کتاب سے علم تھا کہ میں اُسے (یعنی ملکہ بلقیس کے تخت کو آپ کے) حضور میں حاضر کر دوں گا' آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے؛ پھر جب سلیمان (علیہ السلام) نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا تو فرمایا: یہ میرے رب کے فضل سے ہے تاکہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جو شکر کرے تو وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو میرا رب بے پرواہ ہے سب خوبیوں والا''۔

تفسیر اَحسن البیان (غیر مقلد) میں یہ حقیقت تسلیم کی گئی ہے: ''وہ کوئی اِنسان تھا جس کے پاس کتاب میں سے علم تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کرامت اور اِعجاز کے طور پر اُسے یہ قدرت دے دی کہ پلک جھپکنے میں وہ تخت لے آیا۔ کرامت اور معجزہ نام ہی اَیسے کاموں کا ہے جو ظاہری اَسباب اور اُمورِ عادیہ کے یکسر خلاف ہوں''۔ (تفسیر احسن البیان ص ۸۹۷ چھاپہ سعودی عرب)

اَیسے کمالات ظاہری زندگی میں بھی برپا ہوتے ہیں اور وصال کے بعد بھی۔

آئیں صحیح بخاری شریف کا مطالعہ کریں:

حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے معراج کی رات پچاس نمازوں کو پانچ کروانے میں اِمداد فرمائی اور پچاس نمازوں کی صورت میں اُمّتِ مسلمہ کے لئے جو مشکل پیش آنی تھی وہ مشکل حل کروا دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باِذْنِ اللّٰہ خود بھی اَیسے کروا سکتے تھے اور اللہ عزوجل بھی شروع میں ہی صرف پانچ نمازیں فرض فرما سکتا تھا۔ [55]

[55] بخاری جلد ۱ ص ۵۰، مسلم کتاب الایمان جلد ۱ ص ۹۱، مسند احمد جلد ۵ ص ۱۳۲-۱۲۲، مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۶۵، فتح الباری جلد ۲ ص ۶-۲، عمدۃ القاری جلد ۲ جز ۴ ص ۴۱، تیسیر الباری جلد ۱ ص ۲۵۰، شرح السنۃ جلد ۴ ص ۱۲۸، کتاب الشفاء ص ۳۶۶-۳۴۸، درمنثور جلد ۴ ص ۱۴۱، ابن کثیر جلد ۳ ص ۷، مسند ابوعوانۃ جلد ۱ ص ۱۳۳، تہذیب تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۱ ص ۳۸۲-۳۷۱، مشکوٰۃ ص ۵۲۸ وغیرہم۔

مگر حضرت سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے ذریعے ایسا کروایا گیا تاکہ اگر کوئی وصال شدہ ہستیوں کی طرف سے اِمداد حاجت روائی اور مشکل کشائی کے اِسلامی عقیدہ کو شرک کہے تو اُس کا رد ہو سکے۔ اگر کوئی معترض وصال کے بعد اِستمداد انبیاء کرام علیہم السّلام کا قائل نہیں تو وہ پھر پانچ نمازوں کی بجائے پچاس نمازیں پڑھے۔

سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنا:

سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو وصال کے بعد حرف ندا یا کے ساتھ اِمداد کے لئے پکارنا بروایت سند صحیح ثابت ہے۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں قحط واقع ہو گیا۔ ایک صاحب حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پُر انوار پر حاضر ہوئے اور عرض کیا:- **یَا رَسُولَ اللّٰہِ اِسْتَسْقِ لِاُمَّتِکَ فَاِنَّھُمْ قَدْ ھَلَکُوْا** ”یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اپنی اُمّت کے لئے پانی مانگئے کیونکہ وہ ہلاک ہوتی جارہی ہے“۔ **فَاَتَی الرَّجُلُ فِی الْمَنَامِ** ۵۶ تو ایک مردان (حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ) کی خواب میں آئے۔ اَلْاِسْتِیْعَاب جلد۲ص ۴۶۴ (بیروت) میں ہے۔ **فَاَتَاہُ النَّبِیُّ** صلی اللہ علیہ وسلم **فِی الْمَنَامِ** (خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: **اِئْتِ عُمَرَ فَمُرْہُ اَنْ یَّسْتَسْقِیَ لِلنَّاسِ فَاِنَّھُمْ سَیُسْقَوْنَ وَقُلْ لَّہٗ عَلَیْکَ الْکَیْسُ الْکَیْسُ فَاَتَی الرَّجُلُ عُمَرَ فَاَخْبَرَہٗ قَالَ فَبَکٰی عُمَرُ وَقَالَ یَا رَبِّ مَا آلُوْ اِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْہُ** ۵۷ ”(امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس جاؤ اور اُنہیں کہو کہ لوگوں کے لئے بارش کی دُعا کریں۔ اُنہیں بارش دی جائے گی اور اُنہیں کہو اِحتیاط کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہو۔ وہ صاحب (امیر المؤمنین حضرت

۵۶ فتح الباری شرح بخاری جلد۲ص ۶۳۰ باب سُؤال النّاس الامام الاستسقا اذا قحطوا (چھاپہ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان)۔ ۵۷ مصنف ابن ابی شیبہ جلد۱۲ص ۳۲، الاستیعاب جلد۲ ص ۴۶۴۔

سیّدنا) عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ماجرا بیان کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) (رضی اللہ عنہ) رو دیئے۔ عرض کیا یا اللہ (جلّ جلالک) میں اپنی بساط بھر کوتاہی نہیں کرتا"۔

اِسی طرح مصیبت اور تکلیف کے وقت پکارنے کے بارے میں الادب المفرد ص۱۴۲ اعربی چھاپہ بیروت سطر نمبر ۱۴ از یرِعنوان **بَابٌ مَّا یَقُوْلُ الرَّجُلُ اِذَا خَدَرَتْ رِجْلَهٗ** "باب ایک اِنسان کو جب پاؤں میں تکلیف ہو پاؤں سُن ہو تو کیا کہے" میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سُن ہو گیا تو ایک آدمی نے اُنہیں کہا کسی ایسے اِنسان کو یاد کیجئے جس کے ساتھ آپ کو سب سے زیادہ محبت ہے تو اُنہوں نے پکارا **یَا مُحَمَّدُ** (صلی اللہ علیک وسلم) (اور اُن کی تکلیف دُور ہوگئی۔)

لیکن کتنا عجیب وغریب مسئلہ ہے کہ ایک کلمہ گو وہ ہیں جو صحابی بھی ہیں اور محدث وفقیہ اُمتی بھی جن کو **یَا مُحَمَّدُ** صلی اللہ علیک وسلم کہنے سے شفاء حاصل ہوتی ہے اور ایک کلمہ گو وہ ہے جو نہ تو صحابی ہے اور نہ محدث وفقیہ اُس کو **یَا مُحَمَّدُ** صلی اللہ علیک وسلم کہنے' سننے پر تکلیف ہوتی ہے۔

قبرِ انور پر حاضری اور گناہوں کی بخشش کے لئے پکار اور دُعا:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۞ ۵۸

"اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے معافی چاہیں اور رسول (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) اُن کی شفاعت فرمائیں تو وہ ضرور اللہ (تبارک و تعالیٰ) کو بہت توبہ قبول کرنے والا' مہربان پائیں گے"۔

دیوبندی مکتبِ فکر کے مفتی محمد شفیع صاحب نے اِس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں لکھا

---

۵۸ النسآء:۶۴۔

ہے: ''آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضری جیسے آپؐ کی دنیوی حیات کے زمانہ میں ہوسکتی تھی اِسی طرح آج بھی روضۂ اقدس پر حاضری اِسی حکم میں ہے'' ۵۹ (من وعن)

تفسیر قرطبی (لاحکام القرآن) میں ہے: عَنْ عَلِیٍّ قَالَ: قَدِمَ عَلَیْنَا اَعْرَابِیٌّ بَعْدَ مَادَفَنَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِثَلاَ ثَةِ اَیَّامٍ فَرَمٰی بِنَفْسِہٖ عَلٰی قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَحَثَا عَلٰی رَأْسِہٖ مِنْ تُرَابِہٖ' فَقَالَ: قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سَمِعْنَا قَوْلَکَ ،وَوَعَیْتَ عَنِ اللّٰهِ فَوَعَیْنَا عَنْکَ وَکَانَ فِیْمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْکَ (وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ) الْآ یَةِ وَقَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَجِئْتُکَ / تَسْتَغْفِرْلِیْ فَنُوْدِیَ مِنَ الْقَبْرِ اَنَّهٗ قَدْ غُفِرَلَکَ ۶۰ ''(اَمیر المؤمنین حضرت سیّدنا) علی (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) نے فرمایا: جب ہم نے رسول اللہ ﷺ) کو دفنایا تو ہمارے دفنانے کے تین روز بعد ایک اَعرابی آپ (ﷺ) کے پاس آیا اور (فرطِ رنج وغم سے) قبرِ انور کے پاس آکر گر گیا اور خاکِ پاک کو اپنے سر پر ڈالا اور عرض کرنے لگا' اے اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے رسول (ﷺ) جو آپ (ﷺ) نے فرمایا ہم نے سنا جو آپ (ﷺ) نے اپنے رب (کریم) سے سیکھا وہ ہم نے آپ (ﷺ) سے سیکھا اور اِسی میں یہ آیتِ مقدّسہ بھی تھی: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَلَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۝ میں نے اپنی جان پر بڑے ظلم کئے اَب میں آپ ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوا ہوں' اے سراپا شفقت ورحمت! میری مغفرت کے لئے دُعا فرمائیں۔ (اُس وقت جو لوگ حاضر تھے اُن کا بیان ہے کہ) اُس کے جواب میں قبرِ انور سے آواز آئی قَدْ غُفِرَلَکَ ''تجھے بخش دیا گیا ہے''۔ ۶۱

---

۵۹ تفسیر معارف القرآن جلد۲ ص ۴۵۹' چھاپہ ادارہ المعارف کراچی نمبر ۱۶۔ ۶۰ قرطبی جلد۳ جز۵ ص۲۶۷' البحر المحیط جلد۳ ص ۲۹۶' تفسیر النسفی جلد۱ ص ۲۶۲۔ ۶۱ تفسیر معارف القرآن جلد۲ ص ۴۶۰' ضیاء القرآن جلد۱ ص ۳۵۹' تفسیر نعیمی جلد۵ ص ۳۲۲' تفسیر خزائن العرفان زیرِ آیت۔

حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کا مشن:

"محترم حضرات! حضرت علی ہجویری علیہ الرحمہ وہ بزرگ اور مشہور ہستی ہیں جو تمام عمر شرک و بدعت کے خلاف سینہ سپر رہے ہے لیکن بعض لوگوں نے حضرت شیخ ہجویری علیہ الرحمہ کے اَقوال اور تحریر و تقریر کی طرف توجہ نہیں کی"۔

جماعت اِسلامی کے سابقہ امیر میاں طفیل محمد صاحب نے کشف المحجوب کا ترجمہ کرتے ہوئے دیباچہ کے صفحہ نمبر ۲۶' سطر نمبر ۷ پر لکھا ہے۔

"**مولانا مودودی صاحب ہی سے سن رکھا تھا کہ اہلِ طریقت میں حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش' ایک صحیح الخیال اور بہت بلند مرتبہ بزرگ تھے۔ جنہیں اِس کوچہ کے سبھی لوگ مقتداء مانتے ہیں اور اُن کی تصنیف کشف المحجوب اِس فن میں سند کا درجہ رکھتی ہے**"۔(من وعن) ۶۲

اور صفحہ نمبر ۲۸ سطر نمبر ۷ پر لکھا ہے: "**آدمی کی کایا پلٹ دینے والی کتابوں میں سے یہ ایک نادر کتاب ہے**"۔

کشف المحجوب کو ہر زمانے میں علم طریقت پر بے مثل کتاب تصوّر کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت نظام الدین اَولیاء علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کا کوئی مرشد نہ ہو' اُسے کشف المحجوب شریف کے مطالعہ سے مل جائے گا"۔

مُحوّلہ بالا عبارات سے یہ نتیجہ اَخذ ہوتا ہے کہ جہاں حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کی ہستی شرک و بدعت کا توڑ ہے۔ وہاں اُن کی مستند کتاب بھی شرک و بدعت کا توڑ ہے جسے بڑی توجہ اور محبت سے پڑھنے کی ضرورت ہے۔

وصال کے بعد حاجت روائی فرمانا:

حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ تعالیٰ **کشف المحجوب** شریف میں حضرت ابو العباس القاسم بن مہدی السیّاری المروزی رضی اللہ عنہ کے حالات میں لکھتے ہیں: "وچون از دنیا بیرون خواست شد وصیّت کرد کہ آن موئے ہارا اندر دہان وی نہادند وامروز گوراو بمرو ظاہر

---

۶۲ چھاپہ اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ' ۱۳۔ای شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔

است' مردمان بحاجت خواستن، آنجا شوند و مہمات از آنجا طلبند و مجرب اَست"۔[۶۳]

"جب آپ دُنیا سے رُخصت ہونے لگے تو وصیّت فرمائی کہ (سرکارِ کائنات ﷺ) کے اُن دو موئے مبارک کو (جو اُنہوں نے تمام جائیداد اور دولت کے عوض میں حاصل کئے ہیں۔) میرے منہ میں رکھ دیں۔ (چنانچہ اَیسا ہی کیا گیا) اور آج اُن کی قبر مرو کے علاقہ میں ظاہر ہے اور وہاں لوگ حاجتیں چاہنے کے لئے جاتے ہیں اور وہاں اپنی مرادیں طلب کرتے ہیں اور یہ مجرّب ہے"۔

مولوی فیروز دین مرحوم نے ترجمہ کیا ہے۔"اور مرجع خاص اور عام ہے اور اِس سچے عاشقِ رسول (ﷺ) کے توسط سے اللہ تعالیٰ سے اپنی اپنی مرادیں حاصل کرتے ہیں"۔(ص نمبر ۲۴۸)

حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ اپنا ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں:"وقتی پیش اَزاں مرا اَزاں جنس واقعہ بی اُفتادہ بود بگورِ شیخ ابویزید رحمہ اللہ تعالیٰ مجاور نشستہ بودم تا حل شدہ"۔ (ص:۵۵)

"ایک دفعہ مجھے اُسی قسم کی مشکل پیش آئی۔ میں نے حضرت شیخ بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ کی قبر کی مجاوری کی یہاں تک کہ میری مشکل حل ہوگئی"۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے والدِ گرامی کا واقعہ:

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب انفاس العارفین میں تحریر فرماتے ہیں کہ میرے والدِ محترم شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمہ "می فرمودند دراکبرآباد اَثناء مراجعت از دَرس مرزا محمد زاہد کہ کوچہ دَراز پیش آمد' اَبیات شیخ سعدی دَرآں حالت میخواندم و ذوق می کردم"۔

جز یاد دوست ہر چہ کنی عمر ضائع اَست
جز سر عشق بخوانی بطالت اَست

[۶۳] نسخہ تہران' ناشرین مرکز تحقیقات فارس ایران و پاکستان اسلام آباد' اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور ص ۱۴۲' ترجمہ شدہ از مولوی فیروز دین' فیروز اینڈ سنز لمیٹڈ ص ۲۴۸' ضیاء القرآن پبلی کیشنز' اسلامک پبلی کیشنز: مترجم میاں طفیل محمد ص ۲۳۱۔

سعدی بشو لوح دِل از نقش غیر حق
علمی کہ راہِ حق نمناید جہالت است

می فرمودند:- مصرع چہارم از خاطرم رفت ودر دِل من قلقی و اِضطرابی ازیں سبب پیدا شد۔ ناگاہ مردے دوموی فقیر وضع ملیح روئے از جانب یمین من برآمد و گفت: **علمی کہ راہ حق نمناید جہالت اَست**۔ گفتم **جَزَاکَ اللہُ خَیرَ الْجزَاءِ**۔ چہ قدر قلق و اِضطراب از دلِ من زائل نمودی۔ آنگاہ دو دَستہ تنبول را برآوردہ' پیش آں عزیز بردم۔ تبسم کردو گفت اِیں اَجر یاد دہانیدن اَست۔ گفتم نہ ولیکن شکرانہ است۔ گفت نمی خورم آنگاہ گفت' مرا زُود باید رَفت۔ گفتم من ہم بہ شتاب می رَوم۔ گفت شتاب تر می خواہم۔ پس قدم برداشت و آخر کوچہ نہاد۔ دانستم کہ رُوحِ مجسم اَست۔ ندا کردم کہ برنام خود ہم اِطلاع دہید تا فاتحہ می خواندہ باشم۔ گفت سعدی ہمیں فقیر اَست۔ (ص نمبر۴۴)

(ترجمہ:-) ''شاہ عبدالرحیم صاحب علیہ الرحمہ فرماتے تھے۔ اکبر آباد میں مرزا محمد زاہد کے درس سے واپسی کے دَوران راستہ میں ایک لمبے کوچے سے میرا گزر ہوا۔ اُس میں حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ کے یہ اَشعار پڑھ رہا تھا اور خوب ذوق و شوق لے رہا تھا۔

(ترجمہ:-) ''دوست کی یاد کے علاوہ جو کچھ تو کر رہا ہے عمر ضائع کر رہا ہے۔ عشق کے رَاز کے علاوہ جو کچھ سیکھ رہا ہے وہ باطل جا رہا ہے۔ سعدی غیر حق کے نقش سے اپنے دِل کی تختی کو دھو ڈال۔ وہ علم جو کہ حق کا راستہ نہ بتائے وہ جہالت ہے''۔

(فرماتے ہیں) چوتھا مصرعہ میرے ذہن سے نکل گیا۔ اَچانک ایک فقیر منش دَراز زُلف، ملیح چہرے والے' حسین بزرگ ظاہر ہوئے اور فرمایا: **علمی کہ راہِ حق نمناید جہالت است** چوتھا مصرعہ بتادیا۔ میں نے کہا۔ **جَزَاکَ اللہُ خَیرَ الْجزَاءِ**۔ آپ نے میرے دل سے بڑی بے چینی اور اِضطراب کو دُور فرما دیا۔ (فرماتے ہیں) پھر میں نے اُن کی خدمت میں پان پیش کیا۔ وہ مسکرائے اور فرمایا: کیا یہ یاد دلانے کی

اُجرت ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں' بلکہ یہ شکرانہ ہے۔ فرمایا: میں نہیں کھاتا۔ پھر فرمایا: مجھے جلدی جانا ہے۔ میں نے عرض کیا' میں بھی جلد چلوں گا۔ فرمایا: میں تو بہت ہی جلد جانا چاہتا ہوں اور پھر قدم اُٹھا کر کوچہ کے آخر میں رکھا۔ (شاہ عبدالرحیم صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں) میں نے کہا کہ مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ روحِ مجسم ہے۔ (یعنی کوئی روح ہے جو مجسم ہو کر آئی ہے۔) میں نے کہا مجھے اپنے نام سے تو آگاہ کیجئے تا کہ فاتحہ پڑھ سکوں۔ (اُنہوں نے فرمایا کہ تو اَشعار کس کے پڑھ رہا تھا؟) میں نے عرض کیا۔ حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ کے۔ فرمایا: میں فقیر ہی سعدی ہوں"۔ ۶۴ے

وصال کے بعد فیض جاری رہتا ہے:

غیر مقلدین کے اِمام وحید الزماں صاحب نے بھی تیسیر الباری شرح بخاری ۶۵ے میں اِس حقیقت کو کہ بزرگوں کا فیض اُن کے وصال کے بعد بھی جاری رہتا ہے' تسلیم کرتے ہوئے لکھا ہے:

"اللہ کے نیک بندوں کے، اُن کے مرنے کے بعد فیوض اور برکات پہنچتے ہیں۔ جیسے اِس کا تجربہ بہت سے صالحین اور اَولیاء نے کیا ہے .... وہ مرنے کے بعد بھی جب حکم اِلٰہی ہوتا ہے تو اپنے زائر پر توجہ فرماتے ہیں۔ اُن کی روح سے زائر کو بہت سے فیوض و برکات پہنچتے ہیں"۔

برصغیر پاک و ہند میں محمد اِسماعیل دہلوی صاحب (متوفی ۱۲۴۶ھ) کے

۶۴ے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمہ اور اُن کے والدِ گرامی کا دَور بارہویں صدی ہجری' جبکہ حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ کا دَور چھٹی اور ساتویں صدی ہجری ہے۔ حضرت شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۱۹۲ تا ۱۲۹۱ (ننانوے سال)۔ حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ ۵۸۹' تا ۶۹۱ (۱۰۲ سال) اِن دونوں کا تقریباً چھ سو (۶۰۰) سال کا درمیانی وقفہ ہے۔ تقریباً چھ سو سال کے بعد وصال شدہ ایک ولی اللہ شیراز سے آ کر دہلی میں اَشعار پڑھنے والے کی مشکل حل فرما رہے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمہ بڑی علمی اور مستند شخصیت ہیں۔ یہ اُن کے گھر کا واقعہ ہے۔ اُنہوں نے اپنی تصنیف انفاس العارفین میں مذکورہ بالا واقعہ بڑی تحقیق سے نقل کیا ہے۔ اگر اُنہیں جھوٹا کہیں تو شاہ ولی اللہ کا سارا مشن تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ ۶۵ے تیسیر الباری جلد ۸ ص ۲۷۳ چھاپہ تاج کمپنی لاہور پاکستان۔

پیرو کار اُن کے ایک ایک حرف کو حرفِ آخر سمجھتے ہیں۔ وہ اپنی کتاب صراط مستقیم ص ۶۶ اپر اَصحابِ قبور سے فیض حاصل کرنے کا بے مثال شرک توڑ واقعہ لکھتے ہیں کہ میرے اُستاد سیّد احمد (متوفی ۱۲۴۶ھ) نقشبندی، قادری اور چشتی کیسے بنے؟

"القصہ حضرتِ ایشاں را نسبت طرق ثلاثہ یعنی قادریہ و چشتیہ و نقشبندیہ قبل از مبادی حاصل شد اما نسبت قادریہ و نقشبندیہ پس بیانش آنکہ بہ سبب برکت بیعت و یمن توجہات آں جناب ہدایت مآب روحِ مقدس جناب حضرت غوث الثقلین و جناب حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند متوجہ حالِ حضرتِ ایشاں گردیدہ و تاقریب یک ماہ فی الجملہ تنازعی درمابینِ روحینِ مقدّسین درحق حضرتِ ایشاں ماندہ۔ زیرا کہ ہر واحد ازین ہر دو امام تقاضائی جذب حضرتِ ایشان بتمامہ بسوئے خودمی فرمودتا این کہ بعد انقراض زمانہ تنازع و وقوعِ مصاعت بر شرکت ہر دو روحِ مقدّس بر حضرتِ ایشاں توجہ قوی و تاثیر زور آورمی فرمودتا اینکہ درہمان یک پاس حصولِ نسبت ہر دو طریقہ نصیبہ حضرتِ ایشاں گردید و اَما نسبتِ چشتیہ بیانش آنکہ روزی حضرتِ ایشاں بسرے مرقدِ منور حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی قدس سرہُ العزیز، تشریف فرما شدند و بر مرقدِ مبارک اِیشاں مراقب نشستند درین اَثنا بر روح پر فتوح اِیشاں ملاقات متحقق شد و آن جناب بر حضرت اِیشاں توجہی بس قوی فرمودند کہ بسبب آن توجہ ابتدائی حصولِ نسبتِ چشتیہ متحقق شد۔ (من وعن)۔ (چھاپہ کتاب خانہ المکتبۃ السّلفیہ شیش محل روڈ، لاہور) ۶۶

(ترجمہ:-) "القصہ حضرت ایشاں (یعنی سیّد احمد صاحب) کو تینوں طریقوں یعنی قادریہ، نقشبندیہ اور چشتیہ کی نسبت مبادی سے پہلے حاصل ہوگئی۔ نسبتِ قادریہ اور نقشبندیہ کا بیان اِس طرح ہے کہ بیعت کی برکت کے سبب اور آنجناب (مرشد) کی ہدایتِ مآب کی توجہات کے یمن سے جناب غوث الثقلین (علیہ الرحمہ) اور جناب خواجہ

۶۶ ادارہ ماہنامہ "سیدھا راستہ" کی لائبریری میں مذکورہ بالا کتاب صراط مستقیم کا نسخہ چھاپہ مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ لاہور موجود ہے جس صاحب کو اطمینانِ قلب کے لئے حوالہ دیکھنے کی خواہش ہو بڑی خوشی سے جامع مسجد نگینہ 977-A بلاک بی II گجر پورہ چائنہ سکیم لاہور میں تشریف لائے یا اپنا پتا بھیج کر کتاب کا فوٹو منگوا سکتے ہیں (ادارہ)

بہاؤالدین نقشبند (علیہ الرحمہ) کی رُوحِ مقدّس آپ کے متوجہ حال ہوئی اور تقریباً ایک ماہ حضرتِ ایشاں کے حق میں ہر دو اَرواحِ مقدّس کے مابین فی الجملہ تنازعہ رہا، کیونکہ ہر ایک اِن دونوں عالی مقام اِماموں سے اِس اَمر کا تقاضا کرتا تھا کہ آپ کو بتمامہٖ اپنی طرف متوجہ کرے، یہاں تک کہ اِن دونوں رُوحوں کے تنازعہ کا وقت گزرنے اور شرکت پر صلح واقع ہونے کے بعد ایک دن ہر دو رُوحیں آپ پر جلوہ گر ہوئیں اور تقریباً ایک پہر کے عرصہ تک دو اِماموں (رحمہما اللہ تعالیٰ) نے حضرتِ ایشاں کے نفسِ نفیس پر توجہ دی اور پُرزور اثر ڈالتے رہے۔ پس اسی ایک پہر میں آپ کو ہر دو طریقہ کی نسبت نصیب ہوئی"۔

"اور **نسبت چشتیہ** کا بیان اِس طرح ہے کہ ایک روز حضرتِ ایشاں حضرت خواجۂ خواجگان **خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی** (قدس سرہُ العزیز) کی **مرقدِ منور** پر حاضری دینے کے لئے چلے گئے اور اُن کی **مرقد مبارک** پر مراقب ہوکر بیٹھ گئے۔ اِسی اَثناء میں اُن کی رُوحِ پُرفتوح سے آپ کو ملاقات حاصل ہوئی اور آنجناب یعنی حضرت **قطب الاقطاب** (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے آپ پر نہایت قوی توجہ فرمائی۔ اِس توجہ کے سبب سے اِبتداءِ حصول **نسبتِ چشتیہ** کا ثبت ہوگیا"۔ ۶۷؎

ابن تیمیہ، محمد بن عبدالوہاب، مولوی اسماعیل دہلوی اور سیّد احمد صاحبان وغیرہم کے پیروکار اور مقلدین، مزارات پر جانے والوں اور بزرگانِ دین سے فیض لینے والوں کو قبر پرستی کی گالی دیتے ہیں اور مشرک بنائے بغیر سانس نہیں لیتے۔ بزرگوں کے وصال کے بعد حاجت روائی اور مشکل کشائی کو ہندووانہ عقیدہ کہتے ہیں۔ ۶۸؎ غور کریں محمد اسماعیل دہلوی صاحب اور سیّد احمد صاحب' فتویٰ کی روشنی

۶۷؎ قارئین کرام! بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی عرض کرتا ہے جو شخص اِس "حوالے" کو غلط ثابت کرے گا اُسے منہ بولا نقد انعام دیا جائے گا۔ ۶۸؎ بعض لوگ اَیسے ہیں جن کو جو چیز سمجھ میں نہ آئی کہہ دیا یہ ہندووانہ عقیدہ ہے، چاہے اپنے بڑے ہی ہندو ثابت ہو جائیں۔ اَیسی گستاخی اور اور بے اَدبی اَیسے ہی لوگوں کو زیب دیتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلّ مجدہٗ الکریم اہلِ اِسلام اہلسنّت و جماعت پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے کہ یہ اَدب کے سانچے میں ڈھلے ہوئے عظیم لوگ ہیں۔ ہمیشہ اَدب کی تعلیم دیتے ہیں۔

میں ہندو مشرک ہوئے یا مسلمان رہے۔

شاید آپ کے علم میں ہے:

اَولیاءاللہ رحمہم اللہ تعالیٰ وصال سے پہلے بھی اَولیاءاللہ رحمہم اللہ تعالیٰ ہوتے ہیں اور وصال کے بعد بھی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ اَولیاءاللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کس طرح محبت فرماتا ہے، ذیل میں لکھی ہوئی حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ عزوجل کی عطا سے اُنہیں ایسا مقام مل جاتا ہے جسے بے علم اور بے خبر نہیں پہچان سکتا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جل جلالہ) کا اِرشادِ عظیم ہے:

وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَ بَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَ یَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَ اِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّهٗ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَیْءٍ اَنَا فَاعِلُهٗ تَرَدُّدِیْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ یَکْرَهُ الْمَوْتَ وَ اَنَا اَکْرَهُ مَسَاءَتَهٗ [۶۹]

"میرا بندہ اُس وقت تک میرا قرب حاصل نہیں کر سکتا جب تک میری فرض کی ہوئی چیزوں (یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج) پر عمل نہیں کرتا۔ پھر میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفلی عبادات سے میرا اِتنا قرب حاصل کر لیتا ہے کہ میں اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اُس سے محبت کرتا ہوں تو میں اُس کا کان ہو

---

۶۹ بخاری جلد۲ ص۹۶۳ (باب التواضع)، مشکوٰۃ ص۱۹۷، شرح السنۃ جلد۵ ص۱۹، فتح الباری جلد۱۱ ص۳۴۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۳ ص۳۴۶، تیسیر الباری جلد۸ ص۳۳۹، عمدۃ القاری جلد۱۲ جز۲۳ ص۸۸، تلخیص الحبیر جلد۳ ص۱۱۷، قرطبی جلد۳ جز۶ ص۱۳۵، کنز العمال حدیث نمبر ۲۱۳۲۷، تفہیم البخاری جلد۹ ص۷۹۵۔

جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، میں اُس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، میں اُس کا ہاتھ ہوتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اُس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اُسے عطا کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے پناہ چاہے تو میں اُس کو پناہ دیتا ہوں۔ میں کسی شئے میں تردد نہیں کرتا جس کو میں کرنے والا ہوں مگر مومن کی جان نکالتے وقت مجھے تردّد ہوتا ہے۔ وہ تو موت کو مکروہ جانتا ہے اور مجھے بھی اُسے تکلیف دینا ناپسند لگتا ہے"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ اِذَا اَحَبَّ عَبۡدًا دَعَا جِبۡرِئِیۡلَ عَلَیۡہِ السَّلَامُ فَقَالَ اِنِّیۡ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّہٗ قَالَ فَیُحِبُّہٗ جِبۡرَئِیۡلُ ثُمَّ یُنَادِیۡ فِی السَّمَآءِ فَیَقُوۡلُ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوۡہُ فَیُحِبُّہٗ اَہۡلُ السَّمَاءِ ثُمَّ یُوۡضَعُ لَہُ الۡقَبُوۡلُ فِی الۡاَرۡضِ ۰ ؎۷

"بے شک جب اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جل جلالہ) کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے میں فلاں بندے سے محبت فرماتا ہوں تو بھی اُس سے محبت کر۔ پھر (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) اُس سے محبت کرتے ہیں اور آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ (عزوجل) فلاں شخص سے محبت فرماتا ہے۔ اے آسمان والو! تم بھی اُس سے محبت کرو پھر آسمان والے (فرشتے) بھی اُس سے محبت کرتے ہیں پھر اُس کی مقبولیت زمین والوں میں رکھ دی جاتی ہے"۔

میّت پہچانتی ہے:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: **اِنَّ الۡمَیِّتَ لَیَعۡرِفُ مَنۡ یَّحۡمِلُہٗ وَمَنۡ یَّغۡسِلُہٗ وَ مَنۡ**

؎۷ مسلم جلد۲ ص ۳۳۱، بخاری جلد۲ ص ۸۹۲، مسند احمد جلد۲ ص ۴۱۳، قرطبی جلد۲ جز۴ ص ۶۱، جلد۶ جز۱۱ ص ۱۶۱، مشکوٰۃ ص ۴۲۵۔

يُدَلِّيْهِ فِي الْقَبْرِ ۱؎ "میّت اُسے پہچانتی ہے جو اُسے اُٹھاتا ہے اور جو اُسے غسل دیتا ہے اور جو اُسے قبر میں اُتارتا ہے"۔ اور حضرت مجاہد علیہ الرحمہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: وَاِذَامَاتَ الْمَيِّتُ فَمَامِنْ شَيْءٍ اِلَّا وَهُوَ يَرَاهُ عِنْدَ غُسْلِهٖ وَعِنْدَ حَمْلِهٖ حَتّٰى يَصِلَ اِلٰى قَبْرِهٖ ۲؎ "جب آدمی مرجائے تو جو لوگ اُسے غسل دیتے ہیں اور اُس کو اُٹھاتے ہیں' تمام لوگوں کو وہ دیکھتا ہے حتیٰ کہ وہ قبر میں پہنچ جائے"۔

فوت شدگان کا اپنی زیارت کرنے والوں کو پہچاننا:

حضرت ابن ابی الدنیا علیہ الرحمہ نے کتاب القبور میں اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَا مِنْ رَجُلٍ يَزُوْرُ قَبْرَ اَخِيْهِ وَ يَجْلِسُ عِنْدَهٗ اِلَّا اسْتَأْنَسَ وَرَدَّ عَلَيْهِ حَتّٰى يَقُوْمَ ۳؎ "جب کوئی مسلمان اپنے کسی مسلمان بھائی کی قبر کی زیارت پر پہنچتا ہے تو وہ اُس سے اُنس حاصل کرتا ہے اور اُس کی باتوں کا جواب دیتا ہے"۔

حضرت ابن اِبی الدنیا اور حضرت اِمام بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ نے الشعب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

اِذَا مَرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرٍ يَعْرِفُهٗ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَ عَرَفَهٗ وَ اِذَا مَرَّ بِقَبْرٍ لَا يَعْرِفُهٗ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ۴؎

"جب کوئی مسلمان اپنے متعارف شخص کی قبر پر سے گزرتا ہے اور اُس کو سلام کرتا ہے تو قبر والا اُس کو جواب دیتا ہے نیز اُسے پہچان کر سلام کرتا ہے اور اگر ایسی قبر پر سے گزرتا

۱؎ مجمع الزوائد جلد۳ ص۲۱' عمدۃ القاری شرح بخاری جلد۴ جز۸ ص۲۱۰' تفہیم البخاری جلد۲ ص۷۴۳' مسند احمد جلد۳ ص۳' کنز العمال حدیث نمبر۴۲۲۳۴۔ ۲؎ عمدۃ القاری شرح بخاری جلد۴ جز۸ ص۲۱۰' تفہیم البخاری جلد۷ ص۷۴۳۔ ۳؎ شرح الصدور ص۱۹۶' کتاب الروح لابن قیم الجوزی ص۵' ۱۴۔ ۴؎ شرح الصدور ص۱۹۶' کتاب الروح ص۱۴۔

ہے جس کو نہیں پہچانتا مگر اُس کو سلام کرتا ہے تو قبر والا اُسے بھی جواب دیتا ہے"۔

نیز حضرت ابن ابی الدنیا علیہ الرحمہ نے کتاب القبور میں یہ روایت بیان کی ہے' اور حضرت ابنِ عبداللہ علیہ الرحمہ نے کتاب الاستذکار میں اور تمہید میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہی روایت بیان کی ہے۔ ابنِ قیم الجوزی نے کتاب الروح میں لکھا ہے۔

حضرت ابنِ عبدالبر علیہ الرحمہ سے روایت ہے' یہ بات رسول (کریم رؤوف ورحیم) ﷺ سے ثابت ہے' آپ ﷺ نے فرمایا: **مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یَمُرُّ عَلٰی قَبْرِ اَخِیْهِ کَانَ یَعْرِفُهٗ فِی الدُّنْیَا فَیُسَلِّمُ عَلَیْهِ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَیْهِ رُوْحَهٗ حَتّٰی یَرُدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ** ۵؎ "جو مسلمان کسی اَیسے مسلمان کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جسے وہ زندگی میں جانتا تھا اور اُس پر سلام کرتا ہے تو اللہ (عزوجل) اُس کی رُوح لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اُس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے"۔

صاحبِ مشکوٰۃ نے حضرت عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا واقعہ بحوالہ صحیح مسلم کتاب الجنائز کے باب **دَفْنُ الْمَیِّتِ** کی تیسری فصل میں نقل فرمایا ہے' فرماتے ہیں:

حضرت عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اُنھوں نے اپنے فرزند سے بحالتِ موت فرمایا: **اِذَا اَنَامِتُّ فَلَا تَصْحَبْنِیْ نَائِحَةٌ وَّ لَا نَارٌ فَاِذَا دَفَنْتُمُوْنِیْ فَشُنُّوْا عَلَیَّ التُّرَابَ شَنًّا ثُمَّ اَقِیْمُوْا حَوْلَ قَبْرِیْ قَدْرَمَا یُنْحَرُ جَزُوْرٌ وَ یُقَسَّمُ لَحْمُهَا حَتّٰی اَسْتَأْنِسَ بِکُمْ وَ اَعْلَمَ مَاذَا اُرَاجِعُ بِهٖ رُسُلَ رَبِّیْ؟** ۶؎ "جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے ساتھ نہ کوئی نوحہ کرنے والی جائے اور نہ آگ' جب تم مجھے دفن کر لو تو مجھ پر مٹی ڈالنا پھر میری قبر کے اِردگرد اِس قدر یعنی اُتنی دیر کھڑے رہنا جتنی دیر اُونٹ ذبح کر کے اُس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ تم سے مجھے اُنس ہو اور میں جان لوں کہ میں رب تعالیٰ کے فرشتوں کو کیا جواب دوں؟"۔

۵؎ کتاب الروح ص ۵' ابن کثیر جلد ۳ ص ۳۷۵۔ ۶؎ مشکوٰۃ ص ۱۴۹ حدیث نمبر ۱۷۱۶' مرآۃ جلد ۲ ص ۴۹۷' مسلم جلد ۱ ص ۷۶ حدیث نمبر (۱۹۲-۱۲۱)' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۹۸' کتاب الروح ص ۱۱' مرقاۃ جلد ۴ ص ۱۷۲۔

مرنے کے بعد کلام

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

اِن کا نسب یوں ہے: زید بن ثابت بن ضحاک بن حارثہ بن ثعلبہ اِنہی کو ابنِ خارجہ خزرجی انصاری (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں۔ یہ حضرت ابن مندہ علیہ الرحمہ نے ذکر الصحابہ میں بیان کیا ہے لیکن ٹھیک یہ ہے کہ زید بن خارجہ بن ابی زبیر الانصاری الخزرجی (رضی اللہ عنہ) ہیں"۔ **شَهِدَ بَدْرًا تُوُفِّيَ فِيْ خِلَافَةِ عُثْمَانَ وَهُوَ الَّذِي تَكَلَّمَ بَعْدَ الْمَوْتِ قَالَهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ وَ اِبْنُ عَبْدِالْبَرِّ وَ قِيْلَ بَلْ هُوَ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ وَالْاَوَّلُ اَصَحُّ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ** "بدر میں شامل ہوئے اور (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عثمان (ذوالنورین رضی اللہ عنہ) کے دورِ خلافت میں وفات پائی۔ یہ وہ ہیں جنہوں نے وفات کے بعد بھی گفتگو کی ہے جیسا کہ (حضرت) ابو نعیم اور (حضرت) ابن عبدالبر (رحمہما اللہ تعالیٰ) نے لکھا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ بعد مرگ کلام کرنے والے خارجہ بن زید (رضی اللہ عنہ) تھے مگر قولِ اوّل صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔

محولہ بالا واقعہ ابن تیمیہ صاحب کے شاگرد ابنِ قیم الجوزی نے اپنی کتاب جلاء الافہام میں لکھا ہے۔ جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسّلام علی خیر الانام ص ۱۱ (چھاپہ دارالکتب العلمیۃ بیروت) جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسّلام علی خیر الانام ص ۱۴ (چھاپہ مکتبۃ المتنبی القاہرہ) جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسّلام علی خیر الانام ص ۱۱ (المکتبۃ النوریہ الرضویہ بالجامعہ البغدادی گلبرگ فیصل آباد) کتاب تہذیب التہذیب جلد ۳ ص ۳۵۲ (چھاپہ دارالفکر بیروت)

مذکورہ بالا روایت کا ترجمہ: قاضی محمد سلیمان منصور پوری صاحب غیر مقلد کی ترجمہ شدہ کتاب "الصلوٰۃ والسّلام علی خیر الانام" ص ۱۵ (چھاپہ ادارہ ضیاء الحدیث مدنی روڈ مصطفیٰ آباد لاہور) سے من وعن پیش کیا گیا ہے۔

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے بخاری شریف کے حصّہ کتاب الجنائز میں ایک باب باندھا ہے: بَابُ الْمَیِّتِ یَسْمَعُ خَفْقَ النِّعَالِ (ترجمہ) ''باب مُردہ لوٹ کر جانے والوں کے قدموں کی آواز سنتا ہے''۔

غیر مقلدین کے عالم وحید الزماں تیسیر الباری ۷۷ میں اِس باب کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:- ''ابنِ منیر نے کہا اِمام بخاری نے یہ باب اِس لئے قائم کیا کہ دفن کے آداب کا لحاظ رکھیں اور شوروغل اور زمین پر زور کے ساتھ چلنے سے پرہیز کریں جیسے زندہ سوتے آدمی کے ساتھ کرتا ہے۔ مترجم کہتا ہے اِس حدیث سے بھی سماعِ موتی ثابت ہوتا ہے جو اہلحدیث کا مذہب ہے''۔ (من وعن)

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے مذکورہ بالا باب باندھنے کے بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث شریف نقل کی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِہٖ وَ تَوَلّٰی وَ ذَھَبَ عَنْہُ اَصْحَابُہٗ حَتّٰی اَنَّہٗ لَیَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِھِمْ اَتَاہُ مَلَکَانِ فَیُقْعِدَانِہٖ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ: مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَیَقُوْلُ اَشْھَدُ اَنَّہٗ عَبْدُاللّٰہِ وَ رَسُوْلُہٗ فَیُقَالُ لَہٗ اُنْظُرْ اِلٰی مَقْعَدِکَ مِنَ النَّارِ اَبْدَلَکَ اللّٰہُ بِہٖ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّۃِ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ فَیَرَاھُمَا جَمِیْعًا وَ اَمَّا الْکَافِرُ اَوِ الْمُنَافِقُ فَیَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ کُنْتُ اَقُوْلُ مَا یَقُوْلُ النَّاسُ فَیُقَالُ لَا دَرَیْتَ وَلَا تَلَیْتَ ثُمَّ یُضْرَبُ بِمِطْرَقَۃٍ مِّنْ حَدِیْدٍ ضَرْبَۃً بَیْنَ اُذُنَیْہِ فَیَصِیْحُ صَیْحَۃً یَسْمَعُھَا مَنْ یَّلِیْہِ اِلَّا الثَّقَلَیْنِ ۷۸ ''جب

---

۷۷ تیسیر الباری جلد۲ ص ۲۹۵، چھاپہ تاج کمپنی لاہور۔ ۷۸ صحیح بخاری جلد۱ ص ۱۷۸ (چھاپہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی) تیسیر الباری جلد۲ ص ۳۲۴ (چھاپہ تاج کمپنی لاہور)، مسند احمد جلد۳ ص ۱۲۶-۲۳۳، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد۴ ص ۸۰، نسائی جلد۱ ص ۲۸۸، ابوداؤد جلد۲ ص ۱۰۴، مسلم جلد۲ ص ۳۸۶ (چھاپہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی)، الترغیب والترہیب جلد۴ ص ۳۶۳ (چھاپہ دارالحدیث القاہرہ)، مشکوٰۃ ص ۲۴ (عربی کتاب)، درمنثور جلد۴ ص ۸۱، تفہیم البخاری جلد۲ ص ۳۹۱، شرح السنۃ جلد۳ ص ۲۷۸۔

آدمی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اُس کے ساتھی پیٹھ موڑ کر چل دیتے ہیں' وہ اُن کے جوتوں کی آواز تک سنتا ہے۔ اُس وقت اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں' اُس کو بٹھاتے ہیں' پوچھتے ہیں تو اِن صاحب (حضرت) محمد ﷺ کے متعلق کیا اِعتقاد رکھتا تھا؟ وہ کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے بندے اور اُس کے رسول (ﷺ) ہیں۔ پھر اُس سے کہا جاتا ہے' دوزخ میں جو جگہ تھی اُس کو دیکھ لے۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اِس کے بدلے میں تجھے بہشت میں ٹھکانا دیا۔ نبی کریم رؤوف ورحیم ﷺ نے فرمایا: وہ اپنے دونوں ٹھکانے دیکھتا ہے اور کافر یا منافق (کمبخت) فرشتوں کے جواب میں کہتا ہے میں نہیں جانتا' میں تو وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے۔ پھر اُس سے کہا جائے گا نہ تو نے خود غور کیا نہ عالموں کی پیروی کی۔ پھر لوہے کے گرز سے اُس کے کانوں کے بیچ میں ایک مار لگائی جاتی ہے وہ ایک چیخ مارتا ہے کہ آس پاس والی مخلوق' آدمی اور جن کے سوا سن لیتی ہے''۔

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے مذکورہ بالا حدیث شریف دوسری مرتبہ **بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عَذَابِ الْقَبْرِ** ۷۹ (باب قبر کے عذاب کا بیان میں) نقل کی ہے۔ دونوں روایات کے راوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے ''کتاب الجنائز'' کے باب عذابِ قبر میں ''سماع موتیٰ'' کی ایک اور حدیث شریف نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں: **اِطَّلَعَ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى اَهْلِ الْقَلِيْبِ فَقَالَ وَجَدْتُّمْ مَّاوَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا؟ فَقِيْلَ لَهٗ تَدْعُوْا اَمْوَاتًا فَقَالَ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لَّا يُجِيْبُوْنَ** ۸۰

---

۷۹ بخاری جلد ۱ ص ۱۸۳۔ ۸۰ تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۲۳' صحیح بخاری جلد ۱ ص ۱۸۳' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۰ ص ۱۶۱ حدیث نمبر ۱۰۳۲۰ (چھاپہ دار الحیاء التراث العربی)' مجمع الزوائد جلد ۶ ص ۹۱ (چھاپہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)' البدایہ والنہایہ جلد ۳ ص ۲۹۲' نسائی جلد ۱ ص ۲۹۳' مسلم جلد ۲ ص ۳۸۷' مسند احمد جلد ۱ ص ۲۷۔

''نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے اندھے کنویں میں جھانکا (جس میں کفارِ مکہ مکرمہ کے مقتولین کو پھینکا تھا) فرمایا: تمہارے رَب نے جو وعدہ کیا تھا وہ تم نے پالیا' لوگوں نے عرض کیا' آپ (ﷺ) مُردوں کو پکارتے ہیں؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: تم کچھ اِن سے زیادہ نہیں سنتے' اَلبتہ وہ جواب نہیں دے سکتے''۔

سماعِ موتیٰ کے سلسلہ میں غزوۂ بدر کا تفصیلی واقعہ:

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' کہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے بدر کے دن قریش کے چوبیس سرداروں کی لاشوں کو بدر کے کنوؤں میں سے ایک گندے ناپاک (کرنے والے) کنویں میں پھینک دینے کا حکم فرمایا۔ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کا یہ قاعدہ (مبارکہ) تھا جب کسی قوم پر غالب آتے تو تین راتیں اُنہی کے مقام میں گزارتے۔ بدر میں بھی تین دن رہے۔ تیسرے دن آپ ﷺ کے حکم سے اُونٹنی پر کجاوہ کسا گیا پھر آپ ﷺ چلے۔ آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی چلے۔ وہ سمجھے شاید نبیُ کریم رءُوف ورحیم ﷺ کسی کام کے لئے جا رہے ہیں۔ خیر! چلتے چلتے آپ ﷺ اُس کنویں کی منڈیر پر کھڑے ہوئے اور قریش کے کافروں کو نام بنام آواز دینے لگے' اُن کا نام لیتے اور اُن کے باپوں کا۔ فرماتے: اے فلاں فلاں کے بیٹے' اے فلاں فلاں کے بیٹے: اَیَسُرُّکُمْ اَنَّکُمْ اَطَعْتُمُ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ؟ فَاِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَھَلْ وَجَدْتُّمْ مَاوَعَدَ رَبُّکُمْ حَقًّا؟ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَاتُکَلِّمُ مِنْ اَجْسَادٍ لَّا اَرْوَاحَ لَھَا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْھُمْ [۸۱] ''اَب تم کو یہ اچھا لگتا ہے کہ تم اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اُس کے رسول (کریم رءُوف ورحیم ﷺ) کا فرمان

[۸۱] بخاری کتاب المغازی جلد۲ ص ۵۶۶' مسند احمد جلد۲ ص ۲۷' مجمع الزوائد جلد۶ ص ۹۶' مصنف ابن ابی شیبہ جلد۱۴ ص ۳۷۹' نسائی جلد۱ ص ۲۹۳۔

مان لیتے۔ ہم سے تو جس ثواب اور اَجر کا ہمارے مالک نے وعدہ کیا تھا وہ ہم نے پا لیا۔تم سے جس عذاب کا پروردگار نے وعدہ فرمایا تھا تم نے وہ پایا یا نہیں؟ [(حضرت) ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ) نے] کہا' یہ سن کر (اَمیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ اَیسی لاشوں سے باتیں کرتے ہیں جن میں جان نہیں (بھلا یہ کیا سنیں گے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں (حضرت) محمد (ﷺ) کی جان ہے' میں جو باتیں کر رہا ہوں تم ان کو اُن سے زیادہ نہیں سنتے۔ اِنہی کے برابر سنتے ہو''۔

محولہ بالا اَحادیثِ مبارکہ پر غیر مقلدین کے اِمام وحیدالزماں صاحب نے اپنی قوم کو غور وفکر کی دعوت دی ہے اور اُن کے تعصّب اور تنگ نظری' اِنکارِ حدیث پر زجر وتوبیخ کی ہے۔ موصوف کے تبصرے من وعن پیش کیئے جاتے ہیں۔

بدر کے مَردودوں اور مشرکین وکفّار کے مُردوں سے گفتگو پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۱) ''اِس حدیث سے صاف سماعِ موتیٰ کا ثبوت ہوتا ہے (اہلِ حدیث اِس پر متفق ہیں) اور جب سماعِ موتیٰ ہوا تو حیات بھی ہوئی اگر حیات نہ ہوتی تو عذابِ قبر کس پر ہوگا''۔ (تیسیر الباری جلد۲ ص ۳۲۳) [بریکٹ والی عبارت بھی اِس تبصرہ کی ہے لیکن یہ درست نہیں کیونکہ اہلحدیث رسول کریم رءُوف ورحیم ﷺ کی اَحادیثِ مبارکہ اور بخاری شریف کا اِنکار کرتے ہوئے سماعِ موتیٰ کا اِنکار کرتے ہیں]۔

(۲) ''مُردے زندوں کا کلام سنتے ہیں اور بے شمار حدیثیں اِس باب میں وارد ہیں جن کو اِمام سیوطی نے شرح الصدور میں نقل کیا ہے اگر مردے سنتے نہ ہوتے تو پھر قبروں پر جاکر سلام کیوں مشروع ہوتا''۔ (تیسیر الباری جلد۵ ص ۲۵۰)

(۳) ''مجھے اُن لوگوں پر تعجب آتا ہے جو باوصف اَدعاء اہلحدیث ہونے کے' سماع

موتیٰ کی ہر حدیث کی تاویل کرتے ہیں کہ فرشتے منکر نکیر چونکہ آنے والے ہوتے ہیں، لہٰذا روح اُس کے بدن میں ڈالی جاتی ہے تو وہ اپنے لوگوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ اَرے یارو! دوسری اَحادیث کو کیا کرو گے کہ جب جنازہ اُٹھاتے ہیں تو اگر نیک مردہ ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے آگے لے چلو اور جب مردے کا بات کرنا حدیث سے ثابت ہوا تو سماع کے اِنکار کی کیا وجہ ہے اگر یہ لوگ اِمام سیوطی علیہ الرحمہ کی کتاب ''شَرحُ الصُّدُورِ فِیْ اَحْوَالِ الْمَوْتٰی وَالْقُبُوْرِ'' دیکھیں تو اِن کو معلوم ہو جائے گا کہ سماع موتیٰ کا اِنکار بہت سی حدیثوں کی تکذیب کرنا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم تعصّب سے بچائے۔ ۸۲

میّت کی چار پائی پر بولنا:

بَابُ کَلَامِ الْمَیِّتِ عَلَی الْجَنَازَۃِ ''باب: میت کا گھاٹ پر بات کرنا''۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَۃُ فَاحْتَمَلَھَا الرِّجَالُ عَلٰی اَعْنَاقِھِمْ فَاِنْ کَانَتْ صَالِحَۃً قَالَتْ قَدِّمُوْنِیْ قَدِّمُوْنِیْ وَاِنْ کَانَتْ غَیْرَ صَالِحَۃٍ قَالَتْ یَا وَیْلَھَا اَیْنَ تَذْھَبُوْنَ بِھَا؟ یَسْمَعُ صَوْتَھَا کُلُّ شَیْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانُ وَلَوْ سَمِعَھَا الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ ۸۳ ''جب جنازہ تیار ہو جاتا ہے اور لوگ اُس کو اپنی گردنوں پر اُٹھا لیتے ہیں۔ اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھ کو آگے لے چلو۔ اگر نیک نہیں ہوتا تو کہتا ہے ہائے خرابی ہے جنازہ کہاں لئے جاتے ہو؟ اُس کی آواز آدمی کے سوا ساری مخلوق سنتی ہے اگر آدمی سنے تو بیہوش ہو جائے''۔

---

۸۲ تیسیر الباری جلد۲ ص ۳۲۵ من وعن۔ ۸۳ بخاری جلد۱ ص ۱۸۴، تیسیر الباری جلد۲ ص ۳۲۸، مشکوٰۃ ص ۱۴۴ حدیث نمبر ۱۶۴۷، نسائی حدیث نمبر ۱۹۰۹، مسند احمد جلد۳ ص ۴۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص ۲۱، شرح السنۃ جلد۳ ص ۲۳۲، مرقاۃ جلد۴ ص ۱۱۶۔

قبر سے سورۂ مُلک کی تلاوت کی آواز:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

ضَرَبَ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ خِبَآءَہٗ عَلٰی قَبْرٍ وَھُوَ لَا یَحْسَبُ اَنَّہٗ قَبْرٌ فَاِذَا فِیْہِ اِنْسَانٌ یَّقْرَءُ سُوْرَۃَ الْمُلْکِ حَتّٰی خَتَمَھَا فَاَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَاَخْبَرَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ھِیَ الْمَانِعَۃُ تُنْجِیْہِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ [۸۴]

"ایک صحابی (رضی اللہ عنہ) نے کسی قبر پر اپنا خیمہ لگا لیا اور اُنہوں نے خیال نہ کیا کہ یہاں قبر ہے۔ اُنہوں نے سنا کہ قبر کے اندر کوئی سورۂ ملک پڑھ رہا ہے۔ جب وہ پوری سورۂ ملک پڑھ چکا تو وہ صحابی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور اپنا واقعہ بیان کیا تو رسول کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے فرمایا یہ مانع ہے، یہ عذاب سے نجات دلانے والی ہے یہ عذابِ قبر کو روکنے والی ہے اور بچانے والی ہے"۔

---

[۸۴] ترمذی جلد۲ص ۱۱۷، مشکوٰۃ ص ۱۸۷، الترغیب والترہیب جلد۲ص ۳۷۷، حلیۃ الاولیاء جلد۳ ص ۸۱، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۲ص ۱۳۶، شرح الصدور ص ۱۸۴۔

قبر کے پاس کھڑے ہو کر تکبیر و تسبیح پڑھنا

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو ہم رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُن کی طرف گئے۔ جب نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن پر نمازِ جنازہ پڑھ لی اور وہ اپنی قبر میں رکھے گئے اور قبر بنادی گئی تو: سَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَسَبَّحْنَا طَوِیْلًا ثُمَّ کَبَّرَ فَکَبَّرْنَا فَقِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لِمَ سَبَّحْتَ ثُمَّ کَبَّرْتَ قَالَ لَقَدْ تَضَایَقَ عَلٰی ھٰذَا الْعَبْدِ الصَّالِحِ قَبْرُہٗ حَتّٰی فَرَّجَہُ اللّٰہُ عَنْہُ [۱] ''نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے (بہت دفعہ) تسبیح پڑھی' ہم نے بھی طویل تسبیح پڑھی۔ پھر تکبیر کہی تو ہم نے بھی تکبیر کہی۔ عرض کیا گیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اولاً تسبیح پھر تکبیر کس لئے پڑھی گئی؟ فرمایا: اِس نیک بندے پر قبر تنگ ہوگئی تھی حتیٰ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہُ الکریم نے قبر کشادہ فرمادی''۔

یہ تنگئ قبر عذاب نہ تھا بلکہ قبر کا قانون اور پیار تھا۔ قبر مومن کو ایسے دباتی ہے جیسے ماں بچے کو گود میں لے کر دباتی ہے۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت اور تسبیح و تکبیر کے وسیلہ سے یہ تنگی دُور ہوگئی۔

مسئلہ: قبر پر تکبیر و تسبیح پڑھنا میّت کو مفید ہے اور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت ہے۔

مسئلہ: نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے اندر کا حال بھی دیکھ لیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کوئی شے آڑ نہیں۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے تو نورانی قدموں کی برکت سے قبر کی مصیبتیں دُور ہوتی ہیں۔ یہ تکبیر و تسبیح ہماری تعلیم کے لئے تھی۔

---

[۱] نسائی جلد ۱ ص ۲۸۳' مشکوٰۃ ص ۲۶' ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۲' مسند احمد جلد ۳ ص ۳۶۰' مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۴۶' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۶ ص ۱۳ حدیث نمبر ۵۳۴۶' مرقاۃ جلد ۱ ص ۳۲۹۔